

فؤاد السکوتی

8/31

ہفت روزہ

خُلا مِلِّ الدِّینِ

ترجمہ و تفسیر
شیخ الفیض محمد بن اسماعیل
شیراز والہ دروازہ لاہور

۱۹۶۲ء

یہ ایک انٹرویو ہے جس میں خُلا مِلِّ الدِّینِ (لاہور)

حصہ ۲۵ ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حَقِیْقَتِ اَوْرَد

خدا م الدین

لاہور

فون نمبر ————— ۶۷۵۴۵

جلد ۱۱ و بجلد ۱۲ شمارہ ۳۱۸

مطابق ۲ دسمبر ۱۹۴۲ء

پاکستان دھندل دستانے میں ہے
سالانہ چندہ ————— ۱۱ روپے
ششماہی ————— ۶ روپے
سہ ماہی ————— ۳ روپے
فی پرچہ ————— ۲۵ پیسے

• سعودی عرب • کویت • ایران
• افریقہ • ملائیا
• ہانگ کانگ • انگلینڈ
کیلئے

سکالٹن چھپنے والے
عام ڈاک سے —————
۸۰ ۱۸۲ روپے
برائی ڈاک سے —————
۵۴ روپے

اصدیکہ

عام ڈاک سے —————
۲۴ روپے
برائی ڈاک سے —————
۸۰ ۸۲ روپے
خوش

اشتہارات کی ذمہ داری شہرین
پر ہوگی

پاکستان کی خارجہ سیاست اور مسئلہ کشمیر

پاکستان کی خارجہ سیاست کی
خشتِ اول یہی چودہویں صدی کا
مادیانی نے طے کر رکھی تھی اس
لئے یہ علامتِ اول پر ایک طبعی
سہل گئی ہے

خشتِ اول پر ہندو مہاراج
تاشیا سے رودِ دیوار کج
اب خطہ ہما کھڑا ہے گر کہ
یہ دیوار سختِ اشری میں نہ چاہیے
لیکن اب پاکستان پر اس طبعی
دیوار کی حقیقتِ شکست ہو چکی
ہے اور اس کو دور کرنے کی
کوششیں کی جا رہی ہیں

بھارت کے خلاف بین کے
حملے سے ہندو چیں بچیں ہوا تو
امریکی اور برطانوی افواج و آلات
جنگ کا تانا باندھ گیا اور بحال
برابر سالانہ جنگِ بھارت پرچ رہا
ہے اور ان حکومتوں کے اعلانات
کے مطابق ابھی سامانِ جنگ آتا
رہے گا۔ اب اگر بننے جنگ سے
گرنے لگیں تو امریکہ اور برطانیہ
کی یہی کوشش ہوگی کہ بھارت
اور چین کے درمیان جنگ ہو۔

بھارت سے چین کے ساتھ
حماد قائم کر کے جہاں سالانہ جنگ
کھڑا کر لیا، اسلحہ کے کاغذاتے قائم
کئے اور اربوں روپیہ عوام سے
بٹولا، دہان ان کی ٹنگی ساکھ کو
خطاک دھکا لگا۔ اب چین خواہ
سرمیل پیچھے ہٹ جائے لیکن
اس نے جنگی دھاک بٹھا دی ہے۔

پاکستان کے لئے یہ موقعِ غفلت
تھا کہ جب چین اور بھارت
اپس میں سرحدی تنازعات طے
کرتے ہیں مصروف ہیں ہم بھی
اپنے لاکھوں مظلوم کشمیری عساکر
کو جہاد کے ذریعہ آزاد کرالیتے۔
مگر اسے بسا آواز کو کھانکھند

اس موقع پر ہمارے دوست
بی آڑے آگئے امریکہ اور برطانیہ
جو ہمارے حلیف تھے بھارت اور

چین کی ٹنگی میں بھارت کے حلیف
بن بیٹھے۔ پاکستان کو بھی بھارت کی
اعلا پر مجبور کیا جاتا رہا اس کھلی
طرطیچھی کے بعد پاکستان کی غلامی کا
قہقہہ فیصلہ یہ تھا کہ اب ان دوستوں
سے اگر دوستی ختم نہ کی جائے تو
بھی معاہدات فی الفور ختم کر دینے
چاہئیں، ہماری خارجہ سیاست آزاد
ہو، پاکستان اور اسلامی خاد کا حقائقاً
چین سے معاہدہ کرنے میں ہرگز رکاوٹ
جائے اگر اور کسی ملک سے دوستی
بٹھانے میں پاکستان کا مفاد ہو تو
اس سے قطعاً غمخیز نہ کرنا چاہئے۔

لیکن عوام کی یہ امید پوری نہ ہو
سکی کیونکہ جہاد کے نام سے بھارت
کے علاوہ امریکہ کی روح بھی لٹتی
ہے اس لئے اس کی یہ کوشش
ہے کہ پاکستان اس مناسب وقت
سے فائدہ نہ اٹھائے اسی لئے

تو امریکہ اور برطانیہ نے پاکستان
پر دباؤ ڈالنا شروع کیا تھا کہ
پاکستان بھارت کے خلاف کوئی
قدم نہ اٹھائے۔ لیکن جب پاکستان
نے امریکہ اور برطانیہ کے اس
اقدام کی پرمنا نہ کی تو پھر امریکہ
نے بھارت سے مل کر نئی چال
چلی اور ہر اولیابِ لافان کے
لئے ایک مشرکہ اعلان جاری کیا۔
جس کے مطابق پاکستان اور بھارت
پہلے کشمیر کے تصفیہ کے لئے مذاہراتی
سطح پر بات چیت کریں گے
اور اولیابِ ہندو لافان کے لئے
زمین ہموار کی جائے گی لیکن مشر
نہو نے اس مشرکہ اعلان کے
دوسرے روز ہی بھارت پانڈیٹ
میں یہ اعلان کر دیا کہ:-

”ہم اپنے اعلیٰ نظر افراز
ذہن کے سستے کیونکہ کشمیر میں
موجودہ صورت حال کو بدلتا سخت
نقصان دہ ہوگا۔
بھارت کے اس اعلان سے
یہ بات بالکل عیاں ہو جاتی ہے

کہ اس مشرکہ اعلان کی عیاری
اور مکاری کے علاوہ اور کوئی
حقیقت نہیں گر بھارت کے وزیر
اعظم اس کی تردید میں یہ کہہ چکے
ہیں کہ مشرکہ اعلان میں کوئی ٹیڑھ
نہر نہیں کی گئی۔ ہماری حکومت کو
اس پر خصوصی توجہ دیتے ہوئے
اس کا فوری تجزیہ کرنا چاہئے کیونکہ
اس سے قبل بھارت رائے شماری
کا وعدہ کرنے کے باوجود اظہارِ کر
چکا ہے لیکن اب تو اس نے
وعدہ بھی نہیں کیا یہ تو بہت
امریکہ، برطانیہ اور بھارت کی
شاہانہ چال ہے کہ بھارت اور
چین کا سب سے وقت تک تنازعہ
باقی ہے اس وقت تک کسی
طرح پاکستان کو نامہاں کر دیا
جائے۔ لیکن میں اپنے مفاد کو
امریکہ یا برطانیہ کے مفاد پر
توڑاں نہیں کرنا چاہئے۔ جیسا کہ
صدر مملکت بھی اعلان کر چکے
ہیں کہ ہم اپنے مفاد کو قربان
کے کسی کو دوست نہیں
بنائیں گے۔

ہاں تو ہم پاکستان کی سیاست
کا ذکر کر رہے ہیں کہ وہ
مڈگاتی ٹوگاتی ہے اسے پاؤں
پر کھڑی ہو گئی۔ صدر مملکت
نے چودہویں صدی کے فرانزہ خاں کی اس
طبعی اور گرنے والی عمارت
کے بیٹے اپنی سیاست کے
ستون کھٹے کر دیے ہیں۔
فی الحال عمارت گرنے سے
پہنچ گئی۔ گرجھت مندرسیات
خارجہ کے لئے اس غلطکار کو
بروز اور غلطکار کو گرا دینا
چاہئے۔ اس وقت تو دو چار ستون
گئے سے وہ بڑھ گئی ہے مگر یہ
ستون بھی کوئی بگم بخورہ نہ ہوں۔
بہتر یہی ہے کہ صدر محترم اس
بوسیدہ سیاسی عمارت کا علیہ ہمارے
نئے سرے سے مضبوط بنیادوں پر
اس کو استوار کریں۔ کیونکہ اب ہم
مفضلہ اعلیٰ مضبوط ہیں اور اللہ
تعالیٰ پر بھروسہ کر کے اپنے
فرمان کی بجا آوری کی طاقت
رکھنے ہیں۔ کوئی دیر باقی نہیں

مجلسِ ذکر

منہ ۲۹ نومبر ۱۹۹۲ء بروز جمعرات بمطابق ۳۰ جمادی الثانی ۱۴۱۳ھ
جانبین شیخ القیصر حضرت مولانا عبدالرشید اذہر مدظلہ نے منہ ۷۱ تقریریں ذکر کے بعد شادمان

ذکر کے فضائل

مختار سلیمان

مترجم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
الحمد لله وحده وصلى على عباده الذين اصطفى
اصلاح

جلس ذکر کے بعد حضرت قرآن و حدیث کی روشنی میں ہماری روحانی اصلاح کے لئے مجھے نہ کچھ فرمایا کرتے تھے۔ ہم اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے یہاں لی کر ذکر الہی کرتے ہیں۔ بعض حضرات اس طرح ذکر الہی کرنے پر اعتراضات کرتے ہیں کہ یہ وقت کا ضائع کرنا ہے۔

آج ایک بروقیہ صاحب سے جو امریکہ اور لندن سے بڑھ کر آئے ہیں کچھ بات چیت ہو گئی۔

ان صاحب نے مسلمانوں کے زوال کے بارے میں کچھ سوالات کئے۔ تو میں نے کہا کہ بے شک ہم دنیوی اعتبار سے بھی بہت پیچھے ہیں لیکن سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ہمارے دلوں میں خوفِ خدا نہیں رہا۔ اسلام کے پروگرام اخلاقیات ہم نے ترک کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف کوئی دھیان نہیں ہے، آخرت کا کوئی فکر نہیں۔ ہر جائز و ناجائز طریق سے دنیا حاصل کرنے کی فکر دامگیر ہے۔

وہ کہنے لگے کہ امریکہ اور روس کے دل میں بھی تو خوفِ خدا نہیں اور نہ وہ اللہ اللہ کرتے ہیں لیکن وہ اس وقت بہت ترقی کر رہے ہیں۔ تو میں نے اس سے پوچھا کہ بتاؤ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وصحابہ کرامؓ جن کے پاس کوئی مادی قوت نہیں تھی، نہ ہوائی جہاز، نہ ایٹم بم اور نہ ہی دوسرے مادی وسائل تھے۔ لیکن اس کے باوجود حضور مادی دنیائے میں بھی پھر مسلمان ساری دنیا پر قابض ہو گئے۔ اس کی کیا وجہ تھی؟ اس کی وجہ یہی تھی کہ ان کے دلوں میں خدا کا خوف تھا۔ وہ آخرت کی زندگی پر کامل یقین رکھتے تھے۔ ان کا اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ یقین درست تھا۔ وہ مسلمان ذاتِ الہی کے

سامنے اپنے وسائل رکھ کر گڑبگڑاتے اور دُعا کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ کی نصرت و امداد ان کے ساتھ ہوتی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بھی ذکر اللہ کرنے کی تلقین کی ہے۔ اس کے جواب میں اس نے کہا کہ یہ سب مولویوں کے دُعا کے ہیں۔ میں نے پرویز صاحب کی کتابیں پڑھی ہیں۔ کہیں اللہ تعالیٰ کا ذکر اور بیچ بامتھے میں لے کر اللہ ہو کرنے کا بتایا تھا۔ اس کے جواب میں ان کے سامنے میں نے قرآن و حدیث کے دلائل پیش کئے، لیکن اس نے کہا کہ چریز صاحب جو اس کا ترجمہ کریں گے وہ درست ہے۔ باقی سب غلط۔

بہر حال قرآن و حدیث کا فرمان ہے۔
فَاذْكُرُونِي اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي ذِكْرًا تَقْبَلُونَهُ (البقرہ رکوع ۱۷۸)

ترجمہ: میں تم میری یاد کرو۔ میں تمہیں یاد رکھوں گا اور میرا شکر ادا کرتے رہو اور ناشکری نہ کرو۔

حضرت مرثی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ اے باری تعالیٰ کوئی ایسا کلمہ بتائیں جس کو پڑھنے سے آپ کا قرب حاصل ہو جائے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کثرت سے پڑھا کرو۔ عرض کی کہ سارے لوگ یہی کلمہ پڑھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر اس کو کھڑا کر دو اور ایک پڑھ میں رکھ دیا جائے اور باقی تمام کلمات دوسرے پڑھا میں رکھ دی جائے تو یہ کلمہ یعنی لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ والا پڑھا پھر بھی مجاری ہے گا۔

خَالِدُكَ رَبِّكَ كَتَبْتُ وَتَقَبَّلْتُ بِمَا تَقَبَّلْتُ

خالد بن ولیدؓ اور حضرت سے اپنے رب کو یاد کیا کیجئے اور صبح و شام صبح کیجئے۔
اللہ تعالیٰ نے ذکر کرنے کی بہت

زیادہ تلقین فرمائی ہے۔ قرآن مجید میں ایک اور جگہ فرماتے ہیں۔

الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَ قُعُودًا وَعَلَىٰ سُرُجِهِمْ وَسَيَكُنُونَ فِيْ خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ مِنْ رَبِّكَ مَخْلُفًا
هَذَا بِمَا كُنْتُمْ تَفْعَلُونَ عَذَابًا مُّتَوَاتِرًا

(آل عمران رکوع ۱۰)

ترجمہ: عقائد وہ لوگ ہیں جو اللہ کو یاد کرتے ہیں۔ کھڑے بھی اور بیٹھے بھی اور زمین پر لیٹے بھی۔ اور آسمانوں اور زمینوں کے پیدا ہونے میں غور کرتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار آپ نے یہ سب بے کار تو پیدا نہیں کیا۔ ہم آپ کی تسبیح کرتے ہیں۔ آپ ہم کو عذابِ جہنم سے بچا لیجئے۔

جانبین اصغر ایک حدیث بیان کی گئی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تین شخصوں کی دعا رد نہیں فرماتا: اول: اس شخص کی دعا جو کثرت سے ذکر الہی کرتا ہو۔ دوسرے غلام کی۔ تیسرے وہ بادشاہ جو ظلم نہ کرتا ہو۔

یاد خداوندی کے مختلف طرق ہیں۔ نماز، روزہ، ذکر اللہ، لا الہ الا اللہ کا ذکر کرنا یہ سب اللہ تعالیٰ کے ذکر ہیں۔ لیکن سچ کی اس دنیاوی تعلیم اور روس و امریکہ نے اس قدر ہمارے فرائضوں کے ذہنوں کو خواب اور گندہ کر دیا ہے کہ قرآن مجید کا وہ ترجمہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلاموں نے کیا ہے۔ اولیاء اللہ علامتے ربانی، محدثین و مفسرین نے کیا ہے وہ ان کے نزدیک بالکل غلط اور پرویز صاحب کا ترجمہ بالکل سچ، جنہوں نے کسی عالم ربانی سے نہ تو کچھ حاصل کیا اور نہ ہی کسی محدث و مفسر سے قرآن مجید اور حدیث الرسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے معانی و مطالب سمجھے۔

آج ہم نے قرآن مجید کے احکامات کو بالکل پس پشت ڈال دیا ہے اسی وجہ سے ہم زندگی کے ہر شعبہ میں نقصان اٹھا رہے ہیں۔

جنگِ احد میں صحابہ کرامؓ کو حضور علیہ السلام کے ایک فرمان کی نافرمانی طور پر معمولی کوتاہی کے عوض عارضی شکست سے دوچار ہونا پڑا تھا۔ لیکن آج ہم قرآن و حدیث سے غافل اور اسے ربانی حکام پر

خطبہ دوم الجمعہ ۳ رجب ۱۴۱۳ھ بمطابق ۳۰ نومبر ۱۹۹۲ء

اسلام کا ضابطہ انصاف

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله وحده وصلى الله على عبد الله الذي اصطفت

امامه

اِنَّا اَنْزَلْنٰكَ اِيَّاكَ الْخَلِیْفَ

تَا

مُتَّبَعًا تَوَّابًا مُّتَّبِعًا

ترجمہ: بے شک ہم نے تیری

طرت پر کتاب اتاری ہے

تاکہ تو لوگوں میں انصاف کرے

جو کچھ اللہ تمہیں سوجھاوے اور

قرآن دیانت لوگوں کی طرت

سے جھکائے والا نہ ہو۔ اور

اللہ سے بخشش مانگ اللہ

بخشنے والا مہربان ہے اور ان

لوگوں کی طرت سے مت جھکو

جو اپنے دل میں دغا رکھتے ہیں۔

جو شخص دغا باز گنہگار ہو کرے۔ یہ

اللہ اسے پسند نہیں کرتا۔ یہ

لوگ انسانوں سے بھیجے ہیں

اور اللہ سے نہیں جیتنے والا کہ

وہ اس وقت بھی اُن کے ساتھ

ہوتا ہے جب کہ رات کو

چھپ کر اُس کی مرضی کے

خلاف مشورے کرتے ہیں۔ اور

ان کے سارے اعمال پر اللہ

اساطہ کرنے والا ہے۔ اُن تم

لوگوں نے ان مجرموں کی طرت

سے دیا کہ زندگی میں جھگڑا

کر لیا پھر قیامت کے دن ان

کی طرت سے اللہ سے کون

جھگڑے گا۔ یا ان کا دیکھ کون

ہوگا؟ اور جو کوئی بُرا فعل کرے

یا اپنے نفس پر ظلم کرے پھر

اس کے بعد اللہ سے بخشنے

تو اللہ کو بخشنے والا مہربان پاک

اور جو کوئی گناہ کرے سر

اپنے ہی حق میں کرتا ہے اور

اللہ سب باتوں کو جاننے والا

حکمت والا ہے اور جو کوئی

خفا کرے یا گناہ کرے پھر

کسی بے گناہ پر تہمت لگا دے

تو اس نے بڑے بے ایمان اور

مروج گناہ کا بار سمیٹ لیا۔

مذکورہ آیات قرآنی کا شانِ نزول یا

پس منظر یہ ہے کہ انصار کے قبیلہ

بنو انصاریہ کے ایک گھرانے میں تین بھائی

مسلمان تھے اور ان کا ایک بھائی بکیر یا

اعظم منافق تھا۔ ایک مرتبہ پھر حضرت

رفاعہ بن زید انصاری کے گھر میں کتبہ

لگا کر ان کے ہتھیار اور میدے کی

ایک بندوق لے گئے۔ اتفاق سے حنیفہ

پیشا ہوا تھا۔ آٹا برابر راستے میں گرنا

گیا۔ اس نے سوچا کہ چوری کا مال گھر میں

رکھا تو پکڑا جائوں گا۔ راتوں رات وہ

ہتھیار اور آٹا ایک یہودی کے پاس

امانت رکھ آیا۔ صبح ہوئی تو مالک

گرے ہوئے آٹے سے سراخ لگا کر اس

کے گھر پہنچا۔ لیکن مال اُس کے گھر میں

نہ نکلا۔ باہر آیا تو آگے بھی آٹا گرا

ہوا نظر آیا۔ غرض یہودی کے ہاں پہنچ گیا۔

اور اپنا مال اُس کے گھر یا کرائس کو

بکڑ لیا۔ یہودی نے کہا میرے پاس تو

وہ نکلا شخص امانت کے طور پر رکھ گیا

ہے میں نے چوری نہیں کی۔ چور نے

اور اُس کے کچے والوں نے کہا کہ

یہودی پھر ہے۔ حضرت رفاعہ نے اپنے

برادر زادہ قتادہ بن نعمان سے کہا کہ

تم آستانِ نبوت میں جا کر واقعہ بیان کرو

تو عجب نہیں کہ ہمارا مال مل جائے۔

انہوں نے جا کر سارا واقعہ آنحضرت صلی

اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا جب شائق

کے اقربا نے سنا کہ استغاثہ نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہو چکا ہے

تو وہ آکر کہنے لگے یا رسول اللہ!

قتادہ بن نعمان اور ان کے چچا رفاعہ

ہمارے آدمی پر جو مسلمان ہو چکا ہے

ناحق چوری کی تہمت لگاتے ہیں اس

کے بعد قتادہ حاضر ہوئے تو آپ نے

ان سے فرمایا تم ایسے شخص پر بغیر کسی ثبوت کے چوری کی تہمت لگاتے ہو جو مسلمان ہو چکا ہے۔ یہ سن کر قتادہ کے دل میں آرزو پیدا ہوئی کہ کاش میں نے آپ سے چوری کی شکایت نہ کی ہوئی۔ تھوڑی دیر گزری تھی کہ حلیق کردگار نے اپنے رسول پر یہ آیات نازل فرمائیں اور نعمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی کو بری کر دیا۔ بہر حال ان آیات بینات کا حاصل یہ نکلا۔ (۱) تمام قبیلے جو کچھ بھی کہنے جائیں، مرجع الہی اور قرآن ہی کے مطابق و باختم کئے جائیں نہ کہ اپنے ہونے نفس کے موافق یا کسی انسانی دماغ کے گھڑے ہوئے آئین و دستور کے باختم اور کسی کی رعایت یا غلطی کا کوئی پتہ فیصلوں میں نہ ہونا چاہئے۔ (۲) ایک مسلمان سچ کر چاہے کہ حق و انصاف کا دائرہ کسی حال میں بھی پائے سے نہ چھوڑے اور اس خیال سے کہ ایک فرقہ مسلمان ہے یا نج کی برادری کہنے یا قبیلے سے تعلق رکھتا ہے۔ سچ کو کسی کی غلطی نہ کرنی چاہئے۔

(۳) مسلمان سچ ہمیشہ خدا سے مدد مانگتا رہے کیونکہ سچ کا مضرب بند اور قضاء کا معاملہ نہایت ہی نازک ہے ایسا نہ ہو کہ طبیعت کے میلان سے کوئی لغزش ہو جائے۔ (۴) سچ کو کوئی ایسی بات نہ کرنی چاہئے جس سے کسی فرقہ کی وکالت کی ہو آئے۔

(۵) مسلمانوں کو نہیں چاہئے کہ ہم مذہب ہونے کی وجہ سے یا اپنے خاندان و قبیلہ میں سے ہونے کی وجہ سے کسی مجرم کی حمایت کریں اور حد انصاف کی راہ میں حائل ہونے کی غرض سے سچا نہیں کہیں۔ دنیا کی نگاہ میں نہایت ہی فتنہ انگیز خداوندی دیکھ کر کہ کون مجرم ہے نہیں ہے؟

(۶) کسی فرد کو مجرم جان کر بھی حق پریشی اور باطل کو سزا کرنے والے اسلام کی نظر میں خائن اور گنہگار بڑے درجے کے ہیں۔

(۷) یہ حقیقت گہری ہر وقت مسلمان کے پیش نظر ہونی چاہئے کہ اصل پیشی

دیوانہ طور پر چل کھڑا ہوتا ہے۔ طاقت کو جانناڑوں کو اتنا دیتا ہے کہ وہ طاقت پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ ذرا غرض خیزی لے کر دربارِ نبوت میں حاضر ہوتا ہے۔ عین اُسی وقت ایک قبیلہ کے لوگ اگر عرض کرتے ہیں کہ اس سردار نے ہماری پھوپھی کو پکڑ رکھا ہے۔ اسے واپس دلا دیجئے۔ آپ حکم دیتے ہیں اور وہ فوراً واپس کر دیتا ہے۔ اس کے بعد ایک اور قبیلہ کے لوگ بڑھ کر عرض کرتے ہیں کہ اپنے زمانہ کفر میں اس نے ہمارے چشمہ پر قبضہ کر لیا تھا۔ اب یہ اسلام لے آیا ہے ہمارا چشمہ واپس دلائیے۔ کفارِ نازک موقع ہے۔ سردار اور بہت طاقتور قبیلے کا طاقتور سردار ہے۔ ابھی ابھی اسلام پر بہت بڑا احسان کر چکا ہے۔ نیا نیا اسلام لایا ہے۔ احسان کا بدلہ ملنے کے بجائے الٹا ایک فیصلہ اُس کے خلاف ہو چکا ہے اور دوسرا اور ہونے والا ہے۔ ایسے وقت میں عنانِ عدل کا ہاتھ سے چھوڑنا معجزہِ نبوت ہی ہو سکتا ہے۔ چنانچہ یہ فیصلہ بھی اس کے خلاف ہوتا ہے اور وہ اسے ماننا پڑتا ہے۔

انتہا یہ ہے کہ اس وقت خود آفتاب دوہماں سید افس و جالِ فقر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں بھی پٹی ہو گئی تھیں۔ چہرے پر مسرت کی کرنی دوڑ گئی تھی۔ اور زبانِ نبوت سے ان الفاظ کا صدور ہوا ہوا تھا کہ مجھے افسوس ہے کہ اس سردار کو اس کی خدمت و احسان کا کوئی بدلہ نہ ملے مگر قیامت کے دن یہ یقیناً سرخرو ہوگا۔ اس انصاف کی لکیر کوئی قوم پیش کر سکتی ہے۔ تاریخِ عالم میں؟ جبکہ بن ابیہم سلطنتِ عثمان کا شہزادہ تھا۔ عیسائیت چھوڑ کر عہدِ فاروقی میں داخل اسلام ہوا۔ امیرِ مومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ہمیشہ اس کی عزت کیا کرتے تھے۔ ایک بار کا ذکر ہے کہ وہ طواف کعبہ کر رہا تھا۔ اُس کے شاہانہ چہرہ کا دامنِ فرش پر گھسٹا جاتا تھا۔ پیچھے سے ایک اور بددی بھی طواف کر رہا تھا۔ اُس کا پاؤں دامنِ چہرہ پر پڑ گیا۔ جلد نے لوٹ کر دیکھا تو اسے ایک بادبے نشین گنوار نظر آیا جو مستان و لایا بلائے حالت میں اتھماں چلب و شرق کے ساتھ مصروف طواف ہے۔ اُس کی ظاہری حالت دیکھ کر شہزادے کو اور بھی زیادہ (بائی) مشتاق

بہتر تقویٰ ہے۔ عدل ہی سے عبادت ہے۔ عدل ہی پر حکومت کی بنائیں استوار ہوتی ہیں، عدل ہی سے امن قائم ہوتا ہے۔ عدل ہی بقیت و فساد کی پڑکات ہے اور عدل ہی سے کسی حاکم و حکومت نہیں بلکہ قومی شرافت و عظمت کا اعلازہ لگایا جاتا ہے۔ عادل کی عزت کرنے پر دنیا مجبور ہوتی ہے اور اس کا نام ہمیشہ روشن رہتا ہے۔ عدلِ نوشیروانی اور عدلِ فاضل آج بھی مثال کے طور پر پیش کیا جاتا ہے اور مشہور ہے۔ عدلِ بہترین خدمتِ انسانی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے عدل پر بہت ہی زیادہ زور دیا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ
وَأُتَاهُ ذِي الْقُرْبَىٰ وَرَيْفَتِهِ عَنِ الْغَشَاةِ
وَالْمُحْكَمِ وَالْبَيْتِ كَمَا يَكُونُ فِيهِ
أَمْرٌ أَوْ فَرَسٌ فِيهِ - احسان اور ایتاء
ذی القربیٰ کی اہمیت سے کون انکار کر سکتا ہے لیکن اللہ جل شانہ نے ان میں بھی سب سے مقدم رکھا وہ عدل ہی ہے۔

بلادرانِ حزن! عدل کہنے کو ایک معمولی حافظ ہے لیکن اس کی راہ میں نفسانی خواہشات، شیطانی ترغیبات، انسانی مصالح اور سیاسی اغراض کے بے شمار موانع پہاڑ کی صورت میں کھڑے ہوتے ہیں جن کی موجودگی میں عدل کرنا بہت ہی مشکل کام بن جاتا ہے۔ دشمنوں کی دشمنی، عزیز داروں کا یاس، احسان سے زیر باری، اپنوں کی رعایت کا خیرہ، بگڑے یادوں کی سفارشیں اور اگر حاکمِ حق ہو تو اصرارِ بالا کا اٹھا یہ ایسے موانع ہیں اور ان کا ایک ایسا وسیع جال بچھا ہوتا ہے کہ اس سے کوئی شخص ہی بچ کر نکل سکتا ہے۔ اور یہی مشکلات ہیں جن کے باعث اسلام نے ایک لمحہ عدل کو ساتھ برسن کی عبادت کے برابر قرار دیا ہے۔ ورنہ عبادت اور وہ بھی ساتھ ساتھ سالہ بڑی اور بہت بڑی چیز ہے۔ مگر یہ حقیقت اپنی جگہ قائم ہے کہ انصاف کا ایک لمحہ ساتھ برس کی مدت سے طویل ہی نہیں سخت صبر آزما اور مشکلات سے لبریز ہوتا ہے۔ ایک بہت بڑے قبیلہ کا طاقتور سردار اسلام قبول کر کے اس دھبہ مستعد ہو جاتا ہے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم طاقت کا محاصرہ چھوڑ کر واپس چلے آئے ہیں تو یہ وطن سے

اور جوابی تو عدالتِ آخرت ہی کی ہے یہاں کسی طرح اگر بات بنا بھی کی گئی تو کیا ہوتا ہے۔ مومن کے لئے صلِ غوث کی بچھڑ تو دبی آخرت کی عدالت ہے جہاں کسی قسم کی بھی تلبیس کی گنجائش نہیں کیونکہ نظامِ کائنات کا برپا کرنے والا اور کائنات کی ہر شے کا خالق خدا عظیم کی ہونے کی حیثیت سے سب کے چھوٹے بڑے گناہوں سے بچر ہے اور حکیم ہونے کے اعتبار سے وہ جہاں و سزا بھی سب کے مناسب حال ہی تجویز کرتا ہے

(۸) جو برائی کرتا ہے اُس کی برائی اس پر ہے۔ پس یہ خیال نہ کرو کہ یہ شخص ہمارا ہم مذہب، ہم عقیدہ یا رشتہ دار ہے اور اگر اس کا جرم ثابت ہو گیا اور اسے سزا ملی تو ہم پر بھی دھبہ لگ جائے گا۔ اور ہماری آبرو لٹ جائے گی۔

(۹) خود قصہ کرنا گناہ یا قصور کا ارتکاب کرنا اور اُسے کسی دوسرے کے

مستحق دینا قرآنی اخلاقیات اور اسلامی تعلیمات میں غیر و اخلاق کی انتہائی پستی کا نمونہ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک معصیت کے بعد دوسری معصیت کا ارتکاب کرنا ہے۔ ہو سکتا ہے دنیا کی عدالت اس باب میں دھوکا کھا جائے لیکن خدا جس کے ہاتھ میں اعتبارِ اعلیٰ ہے اس کی عدالت کو کیونکر دھوکا دیا جاسکتا ہے۔

یہ ہے اسلام کے ضابطہ انصاف کی ایک بلی سی جھلک۔ مذکورہ آیات قرآنی کی روشنی میں۔ اب آپ ہی فیصلہ کیجئے کہ اگر ان تمام باتوں کو بروئے کار لیا جائے اور ان پر عمل پیرا ہوا جائے تو بے انصافی کا نام و نشان بھی کہیں لگ سکتا ہے؟ اور پھر اسی پر بس نہ کیجئے اس آیت میں قرآنی صورت دیکھئے اور اعلازہ فرمائیے کہ کہیں دہر کی نسبت بھی ہے۔ دین قرآنی اخلاقیات اور اسلامی تعلیمات سے، محترم حضرات!

اگر آپ غور فرمائیں تو اخلاقیات ہی میں نہیں معاملات میں۔ انظمام میں، سیاست میں، معاشریات میں، گھر میں، دنیا میں، غرض ہر شیعہ سیات، عدل ذات انصاف۔ انتہائی شرافت اور لیبہی اخلاق کا مظہر نظر آئے گا۔ یعنی نوع انسان کی خدمت اور خیالِ اللہ کے کام آنے کا فریضہ جو

حضرت فضیل بن عیاض

تبع تابعین میں بنی ہزرجوں کا زہد و افتاء ذریعہ اہل حق، ان میں فضیل بن عیاض بھی تھے۔ علم و فضل کے لحاظ سے بنی ہزرج میں عت کے آئینہ سے دیکھے جاتے تھے۔ مگر دلوں میں ان کی فضیلت اور عظمت و جلالت ان کی زہد و افتاء ہی کی وجہ سے تھی۔ ان کی زندگی قریہ و ثابت الی اللہ کی روح تصویر تھی۔

خاندان

ان کا خاندان صوبہ خراسان کی ایک باہمی خاندان کا رہنے والا تھا۔ جو بعد میں مدینہ میں آباد ہو گیا تھا۔ اس خاندان کے تہذیب ایک لہجہ ایبورو تھی۔ وہیں ان کی ولادت ہوئی۔

ابتدائی حالات

فضیل کو ایک آزاد مسلمان گھرانے میں پیدا ہوئے مگر ان کو سازگار باہول نہیں ملا، جس کی وجہ سے ان کی تادیں بڑی گھٹیں اور کچھ دلوں میں وہ ایک منہور ٹاکو کی حیثیت سے مشہور ہو گئے۔ ان کی ذکر لفظی کا اتنا پورا تھا کہ خراسان کے آس پاس قافلے گزرتے ہوئے ڈرتے تھے۔

توبہ

ان کی زندگی کے پہلے بیل دینار تھے کہ ایک نفس ازہی نے ان کا دامن پکڑا اور ان کو توبہ کی توفیق حبیب ہوئی ان کے توبہ کی داستان میں گفتگوں کے لئے سامان بھرت ہے۔ ان کو کسی لڑکی سے شوق ہو گیا تھا، مگر خواہش نفس کی تکمیل کی کوئی سبیل پیدا نہیں ہو سکی تھی۔ ایک دن موقع پا کر اس کی گھر کی دیوار چھانڈ کر اندر داخل ہونا چاہتے تھے کہ کسی خدا کے بندے نے یہ آیت تلاوت کی:

المر یان للذین احسنوا ان تحشم قلوبہم لہم اجر اللہ۔

تجسس کیا ابھی اہل ایمان کے لئے وقت نہیں آیا ہے کہ ان کے دل اللہ کی یاد کے لئے جھک جائیں۔

کلام الہی کی یہ دل گلاز آواز ان کے کانوں میں پہنچی اور کانوں کے ذریعہ دل میں اتر گئی۔ ایمان کی دہی ہوئی چنگاریاں بھڑک اٹھیں۔ بے اختیار بول اُٹھے، یا رب ان۔ اسے پروردگار وہ وقت آگیا کہ میں بحر معاصی سے نکل کر تیرے دامن رحمت میں پناہ لوں۔ وہاں سے وہ اسی ولایت واپس ہوئے۔ رات کا وقت تھا اس لئے ایک خرابہ میں ٹھہر گئے۔ پاس ہی کوئی قافلہ پڑا دسے پڑا تھا۔ اہل قافلہ آپس میں مشورہ کر رہے تھے کہ کب رخصت سفر بازہ جائے۔ بعضوں کا خیال تھا کہ اسی وقت چل دینا چاہئے۔ مگر اہل تجربہ نے رائے دی کہ صبح سے پہلے سفر کرنا خطرے سے خالی نہیں ہے۔ اسی راستہ پر فضیل قافلہ پر ڈاکے کھاتا ہے۔ فضیل کا بیان ہے کہ میں نے دل میں سرچا کہ میں زلت بحر معاصی میں غرق رہا ہوں اور بندگان خدا مجھ سے ڈرتے ہیں۔ حالانکہ خدا نے ان کے درمیان مجھ سے اس لئے نہیں بھیجا ہے پھر عدلیٰ مجھ سے قریہ کی اور یہ دعا کی۔

اللہم انی تبت الیک وجئت توبی بجاورة البیت الحرام۔

اسے پروردگار میں تیری عفت پڑتا ہوں اور اس توبہ کے بعد اپنی زندگی کو تیرے گھر کی خدمت کے لئے مخصوص کرتا ہوں۔

اس توبہ نصح کے بعد ان کو علم دین کی تحصیل کا شوق دامن گیر ہوا اور اسی شوق میں وہ ترک وطن کر کے کوفہ آئے، یہاں امام اشعش شیخ منصور اور بعض دوسرے ائمہ حدیث سے اکتساب فہم کیا، پھر حبیب وعدہ جوارحرم کو اپنا مسکن بنایا۔ اور پھر اسی کے سایہ میں پوری زندگی بسر کر دی۔

علمی مقام

پچھلی زندگی کا ان پر کچھ ایسا دخل تھا کہ وہ گوشہ گیر ہو کر یک گوشہ دنیا سے بے تعلق ہو گئے تھے۔ عام طور پر مجتہدین ایسے زامدوں اور گوشہ نشینوں کو کوئی علمی مقام

فہم دیتے تھے اور ان کی روایتیں قبول کرتے تھے، مگر فضیل بن عیاض کی ولایت اس سے مستثنیٰ تھی، ان کی روایتوں کو امام حمزہ نے قبول کیا ہے۔ اور خود بھی ان سے روایت کی ہے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ فضیل بن عیاض کی زہد پسندی نے انہیں حصول علم دین سے بے نیاز نہیں کر دیا تھا۔ توبہ کے بعد مگر ان کی عوامی ہو گئی تھی لیکن وہ اس کے باوجود کوفہ پہنچے اور وہاں ممتاز شیوخ حدیث و فقہ سے استفادہ کیا۔ ان کے ممتاز شیوخ فقہ و حدیث یہ ہیں: امام اشعش، سلیمان بنی، منصور بن محمد الطویل، یحییٰ بن سعید الانصاری، محمد بن اسحاق، جعفر بن محمد الصادق، اسماعیل بن خالد، سفیان ثوری وغیرہ۔ فقہ میں خاص طور پر انہوں نے فقہ کے سب سے ممتاز ائمہ امام ابو حنیفہ اور محمد بن ابی لیثی سے استفادہ کیا تھا۔

زہد و افتاء میں ان سے استفادہ کرنے والوں کی تعداد کا کھڑا نمونہ ہے مگر بنی ہزرجوں نے زہد و افتاء کے ساتھ ان سے علمی استفادہ کیا تھا۔ ان کی تعداد بھی کم نہیں ہے۔ سفیان ثوری گوان کے شیوخ میں ہیں مگر خود انہوں نے بھی ان سے روایت کی ہے۔ اسی طرح سفیان بن یزید بن مبارک اور امام شافعی ان کے تلامذہ میں ہیں۔ ان کے علاوہ یحییٰ بن سعید القطان، ابن مہدی، عبد الرزاق حمیدی، ابن زہب، یحییٰ بن یزید بن یزید وغیرہ نے ان سے استفادہ کیا تھا۔

روایت حدیث میں احتیاط

تمام محدثین نے ان کی علم و فضل کا اعتراف کیا ہے۔ ان کی روایتیں قبول کی گئیں۔ لیکن اس کے باوجود محدثین حدیث سے احتیاط کرنا چاہتے تھے۔ امام نووی نے لکھا ہے وہ حدیث نبوی سے سخت خائف رہتے تھے۔ اور اس کی روایت، ان پر بہت گراں گذرتی تھی۔ خاص طور پر کچھ غیر محدث سے حدیث کی روایت کو کرنا پسند ہی نہیں کرتے تھے۔ ایک بار کسی نے ان سے کہا کہ آپ جعفر بن یحییٰ سے روایت نہیں کرتے فرمایا کہ میں حدیث نبوی کو اس سے بلند سمجھتا ہوں کہ اس کی روایت ان کی بجائے کرنا ہے۔ فرماتے تھے کہ اگر کوئی مجھ سے درم و دینار مانگے تو اگر کوئی لئے آسان ہے مگر مجھ سے حدیث کی زائنت

نہ کرے۔

محمدنین کا اعتراف

ان کے علم و فضل کی زیادہ تفصیل
تذکروں میں نہیں ملتی۔ ابن جوزی نے ان کے
حالات میں ایک مستقل کتاب لکھی ہے۔
اگر وہ مل جاتی تو البتہ ان کے بارے میں
کافی معلومات ملتیں۔ لیکن ممتاز امیر حدیث
و فقہ نے ان کے بارے میں جو رائے دی
ہے اس سے کسی حد تک ان کے علم و فضل
کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

سفیان بن عیینہ نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔ قاضی شریک نے ان کو حجت کہا ہے۔ ابن ماضی الدین نے امام الحرمین شیخ الاسلام دودۃ الاعلام وغیرہ کے الفاظ سے ان کا تذکرہ کیا ہے۔ داؤقطنی اور نسائی نے ثقہ اور اوصاف نے صدوق کہا ہے۔ ابن سعد نے ان کو ثقہ، فاضل، متقی اور کثیر الحدیث بتایا ہے۔ امام ذہبی نے لکھا ہے کہ ان کی توثیق پر تمام ائمہ کا اتفاق ہے، وہ صحیح الحدیث اور صدوق العساکر تھے، ان کی روایتیں صحیح اور سنی ہوتی تھیں۔ ان کے علم و فضل کی توثیق کے لئے یہ بات کافی ہے کہ ان سے سفیان ثوری، یحییٰ بن سعید القطان، امام بخاری، امام مسلم علیہ السلام حدیث نے روایت کی ہے۔ بعض محدثین ان کی روایت کے قبول کرنے میں کچھ تامل بھی کرتے تھے، مگر ان کی تعداد بہت کم ہے۔

زهد و اتقاء

ان کے صحیفہ زندگی کا سب سے
تاریک باب لکھا ہے۔ ابن مبارک بن کا
ریدہ اتفاقاً خود ضرب المثل تھا وہ فرماتے
ہیں کہ فیصل اس زمانہ کے سب سے متقی
آدمی تھے۔ دوسری روایت ہے کہ وہ
فرماتے تھے کہ میرے نزدیک زمین پر اس
وقت ان سے زیادہ افضل آدمی کوئی
دوسرا نہیں ہے۔ فیصل وقت باموں الرشید کہا
گرتا تھا کہ علماء میں امام مالک سے زیادہ
بابرجب اور فیصل بن عیاض سے زیادہ
متقی آدمی میں نے نہیں دیکھا۔ یہ ان سے
جو کچھ کہا تھا وہ سنی سنائی باتیں نہیں تھیں
بلکہ خود اس کا ذاتی تحریر تھا۔

فضل بن ریح کا بیان ہے کہ امیر المومنین
ہارون الرشید حج کے لئے نکلے تو مجھ سے
بھی ملنے آئے۔ میں نے سنا کہ امیر المومنین

آئے ہیں تو تیزی سے ان کے پاس آیا اور عرض کیا آپ مجھے ہی کوٹلب کر لیتے ہیں خود حاضر ہو جاتا۔ انہوں نے کہا میرے دل میں کچھ تشلش ہے، کسی ایسے آدمی کے پاس لے چلو جس سے میں اپنی تسکین حاصل کر سکوں، فضل نے کہا یہاں سفیان بن عیینہ موجود ہیں آپ میرے ساتھ ان کے پاس چلیے۔ چنانچہ ہم لوگ ان کے دروازہ پہنچے، دروازہ کھٹکھٹایا انہوں نے اندر سے پوچھا کون؟ میں نے کہا کہ امیر المومنین آپ سے ملنے آئے ہیں۔ نے سن کر وہ تیزی سے کئے اور بولے امیر المومنین! آپ نے بالبا ہوتا تو میں خود حاضر ہو جاتا ہاروہا نے کہا کہ اچھا جس کام کے لئے ہم آئے ہیں وہ شروع کیجئے، ہارون نے ان سے کچھ دیر بات چیت کی، پھر پوچھا کہ آپ پر کسی کا قرض تو نہیں ہے۔ اپنی عینہ نے اثبات میں جواب دیا، ہارون اس کی ادائیگی کا حکم دے کر ان سے رخصت ہوا۔ جب باہر آیا تو اس نے فضل سے کہا کہ تمہارے دوست سے مجھے تسکین نہیں ہوئی کسی دوسرے صاحب علم کے پاس لے چلو فضل عبدالرزاق بن ہمام کی خدمت میں لے گیا، وہاں بھی ہارون کو تسکین نہیں ہوئی، پھر یہ قاضی فیصل بن عیاض کے پاس پہنچا، اپنی عیاض اس وقت نماز میں تھے اور ایک ہی آیت کو بار بار دہرا رہے تھے۔ غایباً جب وہ فارغ ہو گئے تو ان لوگوں نے دستک دی، انہوں نے اندر سے پوچھا کون؟ فضل نے کہا امیر المومنین آپ سے ملنے آئے ہیں اس کے جواب میں انہوں نے جڑی سے نیازی سے فرمایا پھر سے امیر المومنین کو ملنے کی کیا ضرورت ہے فضل نے کہا کیا آپ یہ اطاعت ضروری نہیں ہے؟ اس کے بعد ان عیاض کو کٹے سے نیچے آترے اور دروازہ کھولا۔ ہم لوگ ان کے پاس بیٹھ گئے، انہوں نے پراخ گل کر دیا اور خود ایک گوشہ میں بیٹھ گئے۔ اتفاق سے اندر سے میں ہارون کا ہاتھ فیصل کے بدن پر پڑ گیا۔ فیصل نے کہا کہ کتنا نرم ہاتھ ہے، کاش کل یہ غلاب دوزخ سے پہنچ جائے۔ ہارون نے اس کے بعد کچھ بدلتیں کرنے کی فرمائش کی۔ اپنی عیاض نے بڑے پر اثر انداز میں فرمایا، کہ عمر بن عبدالعزیز خلیفہ متعجب ہوئے تو انہوں نے سالم بن عبداللہ

عمر بن کعب، انصاری اور جابر بن جریہ کو پایا۔ اور پھر درویش پھر بھی فرمایا کہ میں اس آزمائش میں ڈال دیا گیا ہوں، آپ لوگ مجھے اس سلسلہ میں مشورہ دیجئے تو انہوں نے خلافت کی ذمہ داری کو بلا آزمائش قرار دیا اور آپ اور آپ کے اصحاب نے اس کو محض نعمت قرار دیا ہے۔ سالم بن عبداللہ نے عمر بن عبدالعزیز سے فرمایا کہ اس دنیا میں ایک روزہ دار کی طرح رہنا چاہئے۔ ابن کعب نے کہا کہ جو مسلمان آپ سے بڑے ہیں انہیں آپ اپنے والد کی طرح سمجھیں اور جو متوسط عمر کے ہیں انہیں بھائی سمجھیں اور جو چھوٹے ہیں انہیں اپنا لڑکا سمجھیں، قرباب کی تکریم کیجئے، بھائی کا اکرام و اعزاز کیجئے۔ اور لڑکے سے بڑی محبت و شفقت سے پیش آئیے اور جابر بن جریہ بولے، اگر آپ کل قیامت کے دن عذاب الہی سے نجات چاہتے ہیں تو مسلمانوں کے لئے وہی پسند کیجئے جو آپ اپنے لئے پسند کرتے ہیں اور ان کے لئے وہ نہ پسند کیجئے جو آپ اپنے لئے پسند کرتے ہیں۔ ابن عباس نے ہارون کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اس دل حسن جن لوگوں کے پرہیزگار سے ملگا رہے ہونگے آپ کے لئے میں بہت خائف ہوں۔ آپ پر خدا رحم کرے کہ آپ کے قریب ایسے لوگ نہیں ہیں جو آپ کو اس طرح کا مشورہ دے سکیں۔ یہ سن کر ہارون بخود ڈرا اور اس پر عیسیٰ کی کیفیت طاری ہوگئی۔ پھر جب یہ کیفیت دور ہوئی تو ہارون نے کہا آپ پر خدا رحم کرے، کچھ اور ارشاد دہو۔ ابن عباس نے عیسیٰ اسی انداز میں فرمایا کہ امیر المؤمنین مجھے یہ بات متیرے حلقے سے معلوم ہوتی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کے ایک عامل نے ان کو خط کے ذریعہ اپنی کسی تکلف کا اظہار کیا۔ جواب میں انہوں نے لکھا کہ میرے بھائی میں تم کو دوزخ کے دوزخ میں اور اللہ تمک جاگتے رہنے کی یاد دلاتا ہوں۔ اور دوزخ کو کہیں تم خدا کے پاس اس حالت میں واپس نہ کہ تم کو بخشش کی کوئی امید نہ رہ جائے۔ جب یہ خط اس عامل نے پڑھا تو سارے کام چھوڑ کر عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو انہوں نے وجہ دریافت کی تو بولا کہ آپ کا خط پڑھ کر میں نے تہیہ کر لیا ہے کہ اب موت تک کسی ذمہ داری کو قبول نہیں کروں گا یہ سن کر ہارون عید ایک بار پھر رقت طاری ہو

گئی۔ تھوڑی دیر پھر اس نے مزید ہدایت کی خواہش ظاہر کی۔ ابن عباس نے فرمایا کہ اسے امیر المومنین، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباسؓ ایک باندہ بنفہاں آئے اور خواہش ظاہر کی کہ مجھے کسی جگہ کا امیر بنا دیجیے تو آپ نے فرمایا کہ امارت کی ذمہ داری قیامت کے دن سراسر حسرت و ندامت ہوگی تو اس کی خواہش نہ کیجئے۔ اس پر ہارون ایک بار پھر پھوٹ پھوٹ کر دوبا اور مزید کچھ کہنے کی خواہش کی۔ آپ نے فرمایا کہ اسے خور و پیرے والے قیامت کے دن اپنی جگہ کے بارے میں خلا تعالیٰ پوچھ گچھ کرے گا۔ اگر آپ کو بصورت چہز آگ سے بچانا چاہتے ہیں تو اس طرح بچائیے کہ کبھی کسی غیبت کی طرف اپنے دل میں کوئی کھوٹ رکھتے نہ رکھتے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص لوگوں کی طرف سے کینہ اور کھوٹ رکھتا ہے۔ اس پر ہمت کی خوشہ حرام ہے۔ یہ سن کر ہارون پھر رو پڑا، جب سکون ہوا تو اس نے پوچھا کہ آپ پر کسی کا قرض تو نہیں ہے، ابن عباس نے فرمایا کہ ہاں میرے رب کا قرض میرے اوپر ہے، جس کا وہ مجاہد کرے گا۔ میری قریب لگتا ہی ہے، اگر اس نے مجھ سے سوال کیا، میری بربادی ہی ہے۔ اگر اس نے پوچھ گچھ کی اور اس کا جواب اس نے کافی نہیں سمجھا، ہارون بڑے میں بندوں کے تعرض کے بارے میں آپ سے سوال کر رہا ہوں۔ بولے میرے رب نے اس کا حکم مجھے نہیں دیا ہے۔ میرے رب نے مجھے سکھ دیا ہے کہ میں تنہا اسی کو رب سمجھوں اور اسی کی اطاعت کروں پھر قرآن کی یہ آیت پڑھی:-
وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون ما ارید منهم من ذرق وما ارید ان یعبدوا الله هو الذی لا یولعوا المتین۔ ہارون نے کہا یہ ایک ہزار دینار اس ہزار روپے سے زیادہ سامنے ہیں، اسے قبول کیجئے اور اپنے اہل و عیال پر صرف کیجئے، بولے سبحان اللہ! تو آپ کو کجبات کا راستہ بتا رہا ہوں اور آپ اس شکل میں بدل دینے کی کوشش کر رہے ہیں یہ فرما لے کہ بعد بالکل خاموش ہو گئے۔ ہارون اپنے فائدہ کے ساتھ وہاں سے واپس ہوا اور باہر نکل کر نفل سے کہا کہ آئندہ اگر کسی کے پاس لے چلتا تو اپنی سیسے آدی کے پاس لے چلتا۔ یہ واقعہ سید الکلیں ہیں۔ اس گھٹورے سے

حسب ذیل باتیں معلوم ہوئیں:-
(۱) ایک یہ کہ حکومت کی ذمہ داری کو عیش و طرب کا ذریعہ نہیں بنانا چاہئے، بلکہ اسے ایک آزمائش سمجھ کر اس سے عذر ہونے کی کوشش کرنی چاہئے۔
(۲) دوسری بات یہ کہ اسلامی حکومت کے حکمرانوں کی زندگی آخرت کی باز پرس اور احساس ذمہ داری سے خالی نہ ہونا چاہئے۔ اگر اس سے ان کی زندگی خالی ہوگئی تو وہ کبھی عدل و انصاف نہ کر سکیں گے۔
(۳) تیسری بات یہ کہ انہوں نے اس میں مثال زیادہ تر عمر بن عبدالعزیز کی دی جو اموی خلیفہ تھے، جن کے بارے میں عباسی حکمران بدگمان بھی رہا کرتے تھے۔ ان سے اپنے کو بہتر بھی سمجھا کرتے تھے۔ ابن عباس نے شامیں دے کر ان کے اس پندار کو توڑنے کی کوشش کی۔ اس سے ان کی حد سے بڑھی ہوئی ہرات کا پتہ بھی چلتا ہے اور حکومت وقت سے ان کی ناراضگی کا اظہار بھی ہوتا ہے۔

(۴) پوری بات یہ کہ حضرت عباسؓ کو امارت کے قریب جانے سے آپ نے اس لئے منع فرمایا کہ یہ کوئی عورتی چیز نہیں ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو آپ ان کو یہ ذمہ داری ضرور سونپ دیتے، لیکن چونکہ اس کا ملاز امیت و صلاحیت پر ہے اس لئے آپ نے اس سے ان کو روک دیا۔

حلال ذلیعہ رزق

وہ اکل حلال کے سلسلہ میں حد درجہ محتاط تھے۔ یہی وجہ تھی کہ انہوں نے نہ تو افراد و خلفاء کی مدد قبول کی اور نعوام کی اپنے ہاتھ کی کمائی سے جو کچھ مل جاتا تھا۔ وہ کھا لیتے تھے۔ امام شریانی کے الفاظ ہیں: یسقی علی الدواہر ویسقی من ذلک علی نفسہ و عیالہ (ص ۵۹) ہمیشہ ہشتی کا کام کرتے تھے اور اسی سے اپنا اور اپنے اہل عیال کا خرچ چلاتے تھے۔

خاتون ملت سے

خادم مرکتیہ ملی ملتان

تو صاحب محنت ہے، خادم کی دعا ہے پابندی احکام شریعت ہے ضروری غنچے کی طرح گلشن عالم میں بس رہو ہے ذات خدا پروردہ اسرار میں مخفی اللہ رکھے تجھ کو ہر اک لہر سے محفوظ یہ رقص، یہ نغمات یہ ایلیج کی دنیا عریانی و بے باکی و اظہار و نمائش خاتون انہاں خانہ محضت میں بس کر اللہ بھی نمش تجھ سے رسولِ عربی بھی رحمت کے گلستان تری بستی پر بچھاوہ برسیں گے تری ذات پر چڑھتے خوانے خاتون! تری ذات ہے ملت کی نگہاں تو قوم کو پاکیزگی نفس عطا کر

اسلام کو چھپر خالہ و شیر عطا کر
خادم کی یہ خواہش، یہ تمنا یہ دعا ہے

اللہ حل شانہ

محمد شفیخ، عمر الدین، (سانگھڑ)

(۲۳)

اسی کے قبضے میں موت و حیات ہے۔

(٢) وَهُوَ الَّذِي آمَنَكُمْ رَحْمَةً عَلَيْهِمْ ثُمَّ
يُخَيِّدُكُمْ طَارِفًا أَلَا نَسَانُ لَكُمُوسًا (الْحُجَّاتُ ٢٤)

ترجمہ:- اور وہ دینی ہے جس نے تمہیں زندہ کیا۔ پھر مارے گا۔ پھر تمہیں زندہ کرے گا بے شک انسان البتہ بڑا ہی ناشکرا ہے۔ (۱۴) یعنی اس کا حق نہیں مانتا۔

(۱۳) هُوَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ ۚ فَإِذَا قُضِيَ أَمْرُهَا
فَأَمَّا مَا يَقُولُ لَهُ لَكُمْ فَيَكُونُ (المومن آیت ۶۸)
ترجمہ:- وہی ہے جو زندہ کرتا

ترجمہ:- ویسی ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ پس جب وہ کسی امر کا فیصلہ کر لیتا ہے۔ تو صرف اس سے یہی کہتا ہے کہ ہر جا تو ہر جاتا ہے۔

﴿۴﴾ اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَسَدَكُمْ ثُمَّ
یَرْجِعْكُمْ ثُمَّ یُنَبِّئُکُمْ ۗ هَلْ مِنْ شَیْءٍ اَنْتُمْ
تَعْلَمُوْنَ ۚ ذٰلِکُمْ مِنْ شَیْءٍ سُبْحٰنَ وَجْهِ
رَبِّکُمْ ۚ یَوْمَ یُنْفَخُ السَّحَابُ فَاِذَا
تَرٰتِ الْجِبَالُ اَسَاطِیْرٌ اَوْ اَسْطِنَآءٌ ۚ

ترجمہ: اللہ وہی ہے جس نے
 تمہیں پیدا کیا۔ پھر تمہیں روزی
 دی۔ پھر تمہیں مارے گا۔ پھر
 تمہیں زندہ کرے گا۔ کیا تمہارے
 معبودوں میں سے کبھی کوئی ایسا
 ہے جو ان کاموں میں سے کچھ
 بھی کر سکے؟ وہ پاک ہے اور
 ان کے شرکیوں سے بلند ہے۔
 وہی فلاح دہن کی راہ دکھاتا ہے۔

الَّذِي خَلَقَنِي فَهُوَ يَهْدِينِ هـ

ترجمہ: جس نے مجھے پیدا کیا پھر
موسیٰ مجھے راہ دکھاتا ہے۔

وہی کھلاتا پلاتا ہے:-

وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِيُنِي ۝
(الشعراء آیت ۷۹)

نیز: اور وہ تو مجھے کھلاتا اور بلاتا ہے۔

دو مریضوں سے مشافقت ہے۔

ترجمہ: اور جب میں بیمار ہوتا ہوں
تو وہی شفا دیتا ہے۔

[illegible]

ترجمہ: اور وہی ہے جو اپنے بندوں

اسی نے زمیں میں تمہیں پھیلایا اور سب
کو مر کر اسی کے پاس جانا ہے :-

قُلْ هُوَ الَّذِي ذَرَأَكُمْ فِي الْأَرْضِ وَإِلَيْهِ تُحْشَرُونَ

رجحہ: کہہ دو اسی نے تمہیں زمین

میں پھیلایا ہے۔ اور اسی کے پاک
جمع کر کے لئے جاؤ گے۔

(ن) یعنی اہلہ بھی اسی سے ہوئی اتنا
بھی اسی پر ہوگی۔ جہاں سے آئے تھے وہیں
جہاں ہے۔ چاہئے تھا کہ اُس سے ایک
دم غافل نہ ہوتے اور ہمہ وقت اس کی
فکرت کرتے۔ کہ ملک کے سامنے خالی ہاتھ
نہ جائیں۔ مگر ایسے بندے بہت تھوڑے
ہیں۔

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے دو
دریائوں کو آپس میں ملا دیا، یہ
مٹی خوشگوار ہے۔ اور یہ کھیتی
کڑوا ہے۔ اور دونوں میں
ایک پردہ اور مستحکم آرنی دی۔

(ت) "بمذروں پر بھی اسی خدا نے
قدوس وحدہ لاشریک لہ کا قبضہ ہے۔ کیا
جمال کہ اس کے حکم کے بغیر آپس میں عیس، اگرچہ
کھٹے تھے ہیں۔"

حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ
اُسی نے سمندر دین اور دریاؤں کو تھامے
 خاندان کے کام میں لگایا۔

چھٹی صدی ہجری کے عارف کامل ولی بے مثل سید شیخ احمد کبیر فاضل الحلینی قدس اللہ سرہ العزیز کے مواعظ حسنہ

مرسلہ: اہم سیکندرا الرحمن لدھیانوی شیخوہ۔ (از سنیان المثنید)

(۲) توحید کی حقیقت

ہمارے امام شافعیؒ نے اُن تمام باتوں کو جو توحید کے متعلق بیان کی گئی ہیں اپنے اس ارشاد میں جمع کر دیا ہے کہ جو شخص اپنے خالق کو پہچانے کے درپے ہو اگر اس کی معرفت کسی ایسے موجود پر متم ہو گی جس میں ایک اُس کا ذہن پہنچ سکتا ہے تو یہ شخص مشتبہ ہے۔ یہ وہ فرقہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے لئے مخلوق جیسی صفات ثابت کرتا ہے (اور اگر خاص عدم سمک پہنچ کر ممکن ہو گیا تو یہ مطلق ہے اور اگر ایک ایسے موجود پر دل کو قرار ہو جس کے پہچانے سے عاجز ہوئے گا دل نے اقرار کر لیا ہو تو یہ مود ہے۔

بزرگوار! اللہ تعالیٰ کی مہمات (جو پہلے نہ تھا پھر موجود ہوا) کے عیب اور مخلوق جیسی صفات سے پاک سمجھو اور اللہ تعالیٰ کے حق میں استعما کی تفسیر قرار پڑنے سے نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے کہ کسی مخلوق سے قرار پڑے۔ اس قسم کی باتوں سے اپنے عقائد کو پاک اور محفوظ رکھو کہ معاذ اللہ وہ عرش پر اس طرح قرار پڑے ہوئے ہیں جیسے بعض اجسام دوسرے اجسام پر قرار پڑتے ہیں اس سے اللہ تعالیٰ کا عرش میں حلول کرنا لازم آتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے بلند و برتر ہے۔

خبردار! اللہ تعالیٰ کے لئے فقیہ اور سنیات اور مکانات ثابت نہ کرنا اور ہاتھ اور آنکھ انسانی اعضا کی طرح اور آمد و رفت کے طریقہ پر نزول کے قابل نہ ہونا کیونکہ کتاب اور سنت میں اگر کہیں ایسے الفاظ آئے ہیں جن سے یہ ظاہر ہے یا میں معلوم ہوتی ہیں تو اسی کتاب و سنت میں اس جیسی دوسری نصوص بھی ہیں جو اصل مقصود کی تائید کرتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کو مخلوق کی طرح نزول و فوق و مکان اور باہر آنکھ سے پاک ہونا باقی

(۱) بزرگوار! اللہ عزوجل کی طاعت متوجہ ہونے والوں کا پہلا قدم زہد ہے یعنی دنیا سے بے رغبت ہونا اور آخرت کا مشاق ہونا اور اس کی بنیاد تقویٰ ہے اور تقویٰ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا نام ہے جو کہ علم و حکمت کی چوٹی ہے اور ان سب کا مدار سیدنا رسول اللہؐ کی اچھی طرح پیروی کرنے پر ہے اور تابع داری کا پہلا زینہ یہ ہے کہ خلوص سے ساتھ آپ کی اقتدا کی جائے۔ اس حدیث پر عمل کرنے ہوئے کہ لا افعال بالنیات (ترجمہ اعمال کا مدار نیتوں پر ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب ایک شخص نے حضورؐ سے عرض کیا یا رسول اللہ! ایک شخص ہمارا کا ارادہ کرتا ہے اور وہ کچھ دنیا کا مال و متاع بھی چاہتا ہے تو آپ نے اس کو کیا فرمایا؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اُس کے لئے کچھ ثواب نہیں دے گا اس جواب سے گھبرا گئے اور اُس شخص سے کہا کہ رسول اللہؐ کے سامنے اپنا سوال دہرائو، کیونکہ شاید تم اپنے مقصود کو صحت نہیں بیان کر سکے، اس نے پھر عرض کیا یا رسول اللہ! ایک شخص اللہ کے راستہ میں جہاد کا ارادہ کرتا ہے اور وہ دنیا کا مال و متاع بھی حاصل کرنا چاہتا ہے، حضورؐ نے فرمایا اُس کے لئے کچھ ثواب نہیں، لوگ پھر جھگڑ گئے اور مسائل سے کہا کہ پھر سوال کر اُس نے تیسری مرتبہ پھر عرض کیا یا رسول اللہ! ایک شخص اللہ کے راستہ میں جہاد کا ارادہ رکھتا ہے اور وہ دنیا کا مال و متاع بھی حاصل کرنا چاہتا ہے، حضورؐ نے پھر وہی فرمایا کہ اس کے لئے کچھ ثواب نہیں سو اس حدیث سے ہمیں معلوم ہو گیا کہ اعمال کا نتیجہ نیت ہی سے اچھا ہوتا ہے اور نیت ہی سے بُرا ہو جاتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے ساتھ اچھی نیتوں سے معاملہ کرو اور اپنی حرکات و سکنات میں اس سے ڈرتے رہو۔

ہیں۔ اب اس کے سوا کچھ چارہ نہیں کہ سلف صالحین کی طرح یوں کہا جائے۔ کہ ہم ان مشتبہات کے ظاہر پر ایمان لاتے ہیں اور مراد کے علم کو اللہ اور رسول اللہ کے حوالہ کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ہم اللہ تعالیٰ کو کثرت سے اور مخلوقات کے عیوب سے پاک بھی سمجھتے ہیں۔ پہلے بزرگ اسی راستہ پر چلتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے کتاب میں جو اپنی صفت بیان فرمائی ہے ہمارا کام اس کو فہم لینا اور خاموش رہنا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ کے سوا کسی کو ان کی تفسیر کا حق نہیں۔ تمہیں چاہئے کہ مشابہات کو کھل پر محمول کرو۔ کیونکہ کتاب اللہ میں اصل وہی آیات ہیں جو علم ہیں۔

امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا ہے جو شخص یوں کہے کہ میں نہیں جانتا کہ خدا آسمان میں ہے یا زمین میں، وہ کافر ہو گیا کیونکہ اس کی اس بات سے وہم ہوتا ہے کہ اُس کے خیال میں اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی مکان ہے۔ امام بن جعفر صادقؒ کا ارشاد ہے کہ جو شخص یہ گمان کرے کہ اللہ تعالیٰ کسی شے میں ہے یا کسی شے سے ہے یا کسی شے پر ہے وہ مشرک ہو گیا کیونکہ اگر وہ کسی شے پر ہے تو دوسری شے اس کو اٹھائے ہوئے ہے اور اگر کسی شے میں ہے تو محصور و مقید ہے۔ اور اگر کسی شے سے ہے تو محض اور مخلوق ہے اور خدا تعالیٰ کا ان عیوب سے پاک ہونا ضروری ہے۔

بزرگوار! اپنے دلی سے اللہ تعالیٰ کو ٹھونڈو، باریک بائیں نکالنے اور زبان چلانے سے خلاص ملے گا وہ گوشہ رنگ سے بھی زیادہ تمہارے نزدیک ہے۔ اس کا علم ہرگز کو محیط ہے۔ دین اخلاص کا نام ہے۔ جب تم لا الہ الا اللہ کہو تو ایسے اخلاص سے کہو جو اختیار سے اور کشمیر و کیفیت اور بلندی و پستی اور دینی و دنیوی کے خلوات سے باطل پاک ہو اور اس کے بعد خاص نیت کے اثرات حاصل کرو کیونکہ سرور عالم کا ارشاد ہے کہ اعمال کا مدار نیت پر ہے ہر شخص کو دینی ملے گا جس کی اس نیت کی ہے پس جس شخص کی ہجرت اللہ اور رسول اللہ کی طرف ہو تو اس کی ہجرت واقعی اللہ اور رسول اللہ کی طرف ہے اور جس کی ہجرت دنیا کے لئے ہے جس کو

وہ حاصل کرنا چاہتا ہے یا کسی عورت کے لئے جس سے وہ نکاح کرنا چاہتا ہے تو اس کی ہجرت اللہ و رسول کے لئے نہیں بلکہ اس چیز کی ہجرت ہے جس کے لئے اس نے ہجرت کی۔

ارکان اسلام کی پابندی کی تاکید

اپنے اعمال کو ان پانچ ارکان پر مضبوطی کے ساتھ جماؤ جن پر اسلام کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ رسول اللہ کا ارشاد ہے کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔

- (۱) اس بات کی دل و زبان سے گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔
- (۲) نماز قائم کرنا۔
- (۳) زکوٰۃ دینا۔
- (۴) بیت اللہ کا حج کرنا۔
- (۵) رمضان کے روزے رکھنا۔

بدعت سے بچنے کی تاکید

بدعت سے بچتے رہو رسول اللہ کا ارشاد ہے کہ جو شخص ہمارے اس دن میں نئی باتیں ایجاد کرے وہ مردود ہے اللہ تعالیٰ سے تقویٰ کے ساتھ اور غلو سے سیانی اور حدیث خلق کے ساتھ اور اپنے نفس سے مخالفت کے ساتھ معاملہ کرو۔ شریعت کی حدود سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے جب کوئی عہد کر لو اس کو پورا کرو اور جو کچھ رسول اللہ نے نہیں حکم دیا ہے اس کو مضبوط پکڑ لو اور جس سے منع فرما دیا ہے اس سے باز آ جاؤ۔ حبشہ سے بچو، زنا سے بچو، شرک سے بچو۔

بندگی کی حقیقت

بندگی بندگی یہ ہے کہ مقام عبودیت کو پہچانے۔ دین یہ ہے کہ احکام پر عمل کرے اور بہن چیزوں سے منع کیا گیا ہے۔ ان سے بچتے اور دلوں میں غامضی و ابھاری اختیار کرے۔ احکام کی تعمیل اور باتوں سے بچنے کے بعد اپنے آپ کو بزرگ اور مصلحتی نہ سمجھے۔ احکام پر عمل کرنا اللہ تعالیٰ سے قریب کرتا ہے اور مکرور سے بچنا اللہ تعالیٰ کے خوف سے ہوتا ہے۔ عملوں کے بغیر قرب کی خواہش کرنا حاکم۔ اللہ تعالیٰ کو رسول اللہ کی پیروی کے ذریعہ ڈھونڈو۔ اللہ کے راستے میں

نفس اور خواہش نفس کے ساتھ نہ چلو جو شخص نفسانیت کو لے کر اس راہ میں چلتا ہے وہ پہلے ہی قدم میں کھو گیا جاتا ہے۔

رسول اللہ کی تعظیم کا حکم

بزرگو! اپنے نبی کی شان کو بہت بڑا سمجھو۔ آپ ہی مخلوق اور حق تعالیٰ کے درمیان واسطہ ہیں، آپ ہی نے خالق و مخلوق کا فرق بتلایا، آپ اللہ کے بندے ہیں۔ اللہ کے محبوب ہیں۔ اللہ کے رسول ہیں۔ خلق الہی میں سب سے زیادہ کامل ہیں۔ اللہ کے پیغمبروں میں سب سے افضل ہیں۔ اللہ کی طرف راستہ بتلانے والے، اللہ کی طرف سب کو بلانے والے، اللہ کی خبریں سنانے والے، اللہ کی باتیں معلوم کرنے والے ہیں۔ آپ ہی سب کے لئے بارگاہِ رحمانی کا دروازہ اور دربارِ وحدت میں سب کا وسیلہ ہیں جو آپ سے مل گیا اللہ سے مل گیا، جو آپ سے جدا ہوا اللہ تعالیٰ سے جدا ہوا۔ آنحضرت کا ارشاد ہے کوئی شخص اُس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کی خاموشی اس شریعت کے تابع نہ ہو جائے جس کو میں نے کر آیا ہوں۔

بزرگو! خوب جان لو کہ ہمارے نبی کی وفات کے بعد بھی نبوت اسی طرح باقی ہے جیسی آپ کی حیات میں تھی اور قیامت تک باقی رہے گی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ زمین کا اور اس کے اوپر جو کچھ ہے سب کا وارث ہو جائے۔ تمام مخلوق قیامت تک آپ ہی کی شریعت کی مملکت ہے جس نے تمام شریعتوں کو منسوخ کر دیا۔ اور آپ کا معجزہ بھی باقی رہنے والا ہے یعنی قرآن شریف۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہہ دیجئے اے رسول! اگر تمام جنت واصل آگئے ہو کہ اس بات کی کوشش کریں کہ اس قرآن کا مثل بنا لیں تو وہ اس کا مثل نہ لائیں گے صحیح حدیثوں کا رد کرنا ایسا ہی ہے جیسے

کلام اللہ کا رد کرنا

بزرگو! جس نے حضور کی کچھ حدیثوں کو رد کیا وہ ایسا ہی ہے جیسا کسی نے کلام اللہ کو رد کیا، ہم اللہ پر ایمان لائے

ہیں اور کتاب اللہ پر بھی اور ان تمام باتوں پر بھی جو ہمارے نبی محمدؐ لائے ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو شخص رسول اللہ کی مخالفت کرے بعد اس کے کہ اس پر ہدایت واضح ہو چکی ہو اور مسلمانوں کے راستہ کو چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کرے ہم اس کو اُسی حالت پر چھوڑ دیں گے اور جہنم میں داخل کریں گے۔ اور وہ بُری جگہ ہے۔ پٹ۔ ۱۶ء۔

صحابہ کے مرتبہ کا بیان اور اس کی شان میں گستاخی کرنے کی مخالفت

صحابہ میں سب سے افضل سیدنا ابو بکر صدیقؓ ہیں پھر سیدنا عمر فاروقؓ پھر حضرت عثمان ذوالنورینؓ پھر حضرت علی مرتضیٰؓ صحابہ سب کے سب ہدایت پر ہیں۔ رسول اللہ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا کہ میرے اصحاب ستاروں کی مثل ہیں تم جس کی بھی پیروی کرو گے گمراہی نہ ہو گے۔ صحابہ کے درمیان جو اختلافات و نزاعات ہوتے ہیں۔ ان کے تذکرہ سے زبان روک لینا واجب ہے۔ اور بھلائے اس کے ان کے محاسن و کمالات و خوبیاں بیان کرنی چاہئیں۔ ان سے محبت رکھنی چاہئے، ان کی تعریف کوئی چاہئے۔ صحابہ سے محبت رکھو ان کے ذکر و تذکرہ سے برکت حاصل کیا کرو اور ان جیسے اخلاق حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ رسول اللہ نے اپنے اصحاب سے ارشاد فرمایا تھا کہ میں تم کو اللہ سے ڈرنے والوں کی اطاعت اور اس کی بات سننے کی وصیت کرتا ہوں۔ اگرچہ ایک غلام ہی تم پر حکومت کرنے لگے کیونکہ جو یہاں بعد زندہ رہے گا وہ بہت کچھ اختلافات دیکھے گا اس وقت تم میری سنت اور خلفائے راشدین کی ہدایت کی سنت کو مضبوطی کے ساتھ دانتوں سے پکڑے رہو اور نئی نئی باتوں سے بچتے رہو۔ کیونکہ ہر بدعت گمراہی ہے۔

محبت اہل بیت کی تاکید

دوستو! اپنے دلوں کو حضورؐ کی آلِ کرام کی محبت سے بھی روشن کرو کیونکہ یہ حضرات وجود کے چمکتے ہوئے انوار اور سعادت کے روشن آفتاب ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اے رسول! کہہ دیجئے کہ میں تم سے اس تبلیغ احکام پر کسی

اولیاء کی تائید کرو، بزرگی کی حاکمیت کا یہ طریقہ اختیار نہ کرو کہ ایک کو دوسرے سے افضل بتاؤ کیونکہ اس میں درپردہ یہ دعویٰ ہے کہ تم ان اولیاء سے بھی بڑے ہو گے، مگر تم اپنے آپ کو ان سے کمتر سمجھتے تو ان کے دیجات و مراتب کا فیصلہ نہ کرتے، کیونکہ دو شخصوں کے دیجات کا فیصلہ وہی کر سکتا ہے جو دونوں سے بڑا ہو۔

اتباع سنت کی تاکید

اس طریقہ تحفہ کی بنیادوں کو سنت کے زندہ کرنے اور پختہ کے شانے سے محفوظ کرو۔

بزرگ! درویش جی وقت تک ملازمت پر رہے جب تک سنت پر جما ہوا ہے اور جس وقت وہ سنت سے ہٹے گا۔ ملازمت سے علیحدہ ہو جائے گا۔

لفظ صوفی کی تحقیق

اس جماعت کو صوفی کہا جاتا ہے جو لوگوں نے اس نام کے مختلف اسباب بتلائے ہیں مگر اصل میں اس کا سبب عجیب ہے جس کو بہت سے درویش نہیں جانتے وہ یہ کہ قبلہ شہر کی ایک شاخ کا نام بڑھوڑ ہے اور صوفی غنیمت میں مرثیہ اودن عابدین راہب کا لقب ہے ان کی مال کا کوئی بچہ زندہ نہیں رہتا تھا اس لئے مرثیہ مانی کہ اگر اس کا کوئی بچہ زندہ رہا تو اس کے سر پر اودن کا ٹکڑا (علامت اور نشان کے طور پر) باندھ کر اُسے خانہ کعبہ کا خادم بنا دے گی یعنی اس کو خدمت کعبہ کے لئے وقف کر دے گی چنانچہ غوث بن مرثیہ پیدا ہوئے۔ اور زندہ رہے تو ان کے سر پر اودن کا ٹکڑا باندھ کر خانہ کعبہ کے لئے وقف کر دیا گیا جس کی وجہ سے ان کا لقب بڑھوڑ پڑ گیا) یہ لوگ حائموں کی خدمت کرتے اور ان کو خدمت دیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دین اسلام کا نظور ہمارا تو یہ لوگ بھی اسلام لائے وہ بڑے عبادت گزار تھے۔ ان میں سے بعض حضرات نے رسول اللہ کی احادیث بھی روایت کی ہیں۔ تو جو لوگ ان کی صحبت میں رہے یا ان کی صحبت یافتہ جماعت کے ساتھ رہے ان کا لقب

آجائے ہے اس کی مدد فرماتے ہیں خصوصیت کے ساتھ اس آیت کے مخاطب اولیاء ہی ہیں۔ **يَحْكُمُ أَزْوَاجُكُمْ فِي الْخَلْوَةِ الدَّيْنِيَّةِ** الْآخِرَةِ (ترجمہ) فرشتے ان سے کہیں گے ہم تمہارے رفیق تھے۔ دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی رفیق ہیں۔ اولیاء کی محبت کو اپنے امیر لازم کرلو، ان کا قرب حاصل کرو ان کی وجہ سے تمہیں برکت حاصل ہوگی ان کے ساتھ ہو جاؤ یہی اللہ کی جماعت ہے اور اس کو اللہ کی جماعت ہی کا ایاب ہے۔

رعایت حدود کی تاکید

بزرگ! حدود مراتب کا لحاظ نہ کرو، غلو سے بچو، میٹھی کسی کو اُس کے درجے سے آگے نہ بڑھاؤ، ہر شخص کو اُس کے مرتبہ پر رکھو۔ نوع انسان میں سب سے بزرگ حضرت انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں اور انبیاء میں سب سے افضل و اشراف ہمارے نبی سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حضور کے بعد تمام مخلوق سے افضل آپ کی آل و اصحاب ہیں ان کے بعد تمام مخلوق سے افضل تابعین ہیں۔ جو تیرہ قرون ایسے تھے یہ تو مراتب کا اجمالی بیان تھا اور تفصیل و تعمیل کے ساتھ فضیلت معلوم کرنے کے لئے قرآن شریف کا اتباع کرو۔ خبردار اس میں اپنی رائے کو دخل نہ دینا جو لوگ برباد ہوئے ہیں وہ اپنی رائے ہی سے برباد ہوئے ہیں۔ اس دنیا میں کسی کی ذاتی رائے سے کبھی فیصلہ نہیں کیا جاتا اپنی رائے سے مباحات میں فیصلہ کرو۔ فضائل میں رائے کو دخل نہ دو۔ اور اگر کسی معاملہ میں باہمی نزاع ہوئے گئے تو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلہ کی طرف رجوع کرو، اولیاء کو بھلائی کے ساتھ یاد کرو اور ایک کو دوسرے پر فضیلت دینے سے بچو۔ گو اللہ تعالیٰ نے بعض اولیاء کے درجے دوسروں سے بلند کئے ہیں مگر اس کی مغفرت بجز خدا کے یا اس کے برگزیدہ رسول کے کسی اور کو نہیں ہے۔ دعویٰ کو چھوڑ کر اس جماعت

نہ اس سے ائمہ جہنم کا قیاس نہ ہے۔

کیونکہ وہ ان کی ذاتی رائے نہیں بلکہ قواعد شرعیہ پر مبنی ہے جس کی اجابت خود شیطان اور قرآن کی آیتوں میں موجود ہے۔

معاوضہ کا مطالبہ نہیں سوائے اس کے کہ قرابت داری کی ہمدردی کا حق ادا کرو۔ اور رسول اللہ کا ارشاد ہے: **اللہ اللہ فی اہل بیتہ** میرے اہل بیت کی بابت اللہ سے گرو اور ان کے حقوق کو ادا کرو۔ اللہ تعالیٰ جس بندے کے ساتھ مصلحتی کیا چاہتے ہیں اُس کو اہل بیت کے متعلق رسول اللہ کی اس وصیت کی تعمیل کی پوری توفیق عطا فرماتے ہیں۔ وہ ان سے محبت کرتا، ان کی عظمت کرتا، مدد کرتا اور ان کی شان رفیعہ کا اہتمام کرتا، ان کی عزت کی حفاظت کرتا، ان کے حقوق کی رعایت کرتا۔ اور رسول اللہ کا جو حق ان کے بارہ میں امت پر ہے اس کی پوری نگہداشت کرتا ہے۔ (قیامت میں آدمی اُس کے ساتھ ہوگا جس سے اس کو محبت ہوگی۔ آپ کی اہل بیت سے بھی ہوگی اور جو اہل بیت سے محبت کرے گا وہ ان کے ساتھ ہوگا اور وہ اپنے تہہ جو سیدنا محمد رسول اللہ کے ساتھ ہوں گے۔ ان کو اپنے سے آگے بڑھاؤ خود اپنے سے آگے نہ بڑھو ان کی مدد کرو، تعظیم کرو

اس کی بقیں تمام اے اوپر بس کی صحبت

اولیاء کے بار میں اللہ کی تاکید

اولیاء اللہ کے دامن سے چٹ جاؤ۔ **اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَكُنْزٌ عَظِيْمٌ لَا يَخْلُذُوْنَ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانَ اٰمِنُوْنَ** (ترجمہ) خبردار اولیاء اللہ پر نہ کوئی غور ہے نہ وہ غمگین ہوں گے۔ اولیاء اللہ وہ ہیں جو ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کرتے تھے۔ (آیت ۱۳۷)

وہی وہ ہے جو اللہ سے محبت رکھتا ہے، اس پر ایمان رکھتا ہو اور تقویٰ پر کاربند ہو۔ پس جس کو اللہ سے محبت ہو اُس سے دشمنی نہ کرو بعض آسانی کاہلوں میں ہے **مَنْ اَدْبَىٰ لِیْ رِیْبًا تَقَسَّدَ اَدْبَتْہُ** یا **خُطْبَہ** (ترجمہ) جو میرے کسی ولی کو اٹھا دے گا میری طرف سے اس کو اعلان جنگ ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کے لئے جب وہ ذلیل کئے جائیں یا ان کو ایذا دی جائے بہت غیرت کرتے ہیں ان کی خاطر ایذا دینے والوں سے انتقام لیتے ہیں۔ اور جو ان سے محبت کرے۔ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کے اکرام کے لئے ان کی حفاظت کرتے ہیں اور جو ان کی پناہ میں

نقصہ اسلام کا ضابطہ انصاف

نقصہ آیا۔ پلٹ کر ایک تھپڑ اس کے رخسار پر لگایا۔ بدوی نے امیر المومنین کی بارگاہ میں استغاثہ پیش کر دیا۔ مشہورہ بلایا گیا اور جواب طلب ہوا۔ شہزادے نے اپنے فعل کا اعتراف کیا اور یہ بھی کہا کہ میں حکمران ہوں اور یہ ایک فرمانبردار شخص ہے۔ اگر میں نے ایک ظالم کو اس کے لگا بھی دیا تو کیا ہوا۔ امیر المومنین نے فرمایا اسلام میں سب برابر ہیں۔ اسلام کا ضابطہ انصاف شاہ و گلا کو ایک کٹہرے میں کھڑا کرتا ہے اور اس میں کسی کو کسی سے کوئی رعایت نہیں برتی جاتی یا تو اسے رضامند کرو ورنہ بدلہ دینا پڑے گا حضرت فاروق اعظمؓ کا حکم اسلام کا حکم تھا اعلیٰ تھا غیر مبتلا تھا۔ چنانچہ وہ ایک دن کی مجلس لے کر راتوں رات بھاگ کھڑا ہوا۔

لاحظہ فرمائیے بادشاہت سے دے دیا جاتا ہے مگر انصاف کا دامن ہاتھ سے چلا جائے یہ گوارا نہیں کیا جاتا۔ سلطنتی سلطنت، بڑی مینگوہ اور پُرسلط سلطنت سبھی اُمی کا باجود فرمانروا ملک بادشاہ سلطنت دورہ پر تھا۔ زمینوں نے ایک غیب بٹھیا کی گائے زبردستی پکڑ کر اُس کے کباب بنائے بٹھیا نے بیٹری داد فریاد کی مگر کسی نے نہ سنی۔ جب ملک بادشاہ چلا اور ایک پل پر سے گزرنے لگا تو بٹھیا نے ایک طوط سے نکل کر جھٹ گھوڑے کی گام تھام لی اور کہا تول۔ میرا حساب میں چکائے گا اور انصاف اسی پل پر کہے گا یا اگلے پل پر (یعنی پل صراط پر؟) ملک شاہ یہ سنتے ہی غیبت الہی سے لرز اٹھا نہ سنبھل سکا، بیٹھیں ہو کر گر پڑا اور ہر شے آتے ہی بلانہ نہیں مانی پل صراط پر انصاف کی طاقت مجھ میں کہاں ہے۔ انصاف کروں گا اور میں اس پل پر کروں گا یہ پانچ سب ماجرا سن کر مجرموں کو سزا سن دیں اور بٹھیا کو اس ایک گائے کے عوض میں کئی ہزار گائیں دینے کا حکم دیا۔

یہ تھا علما محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا انصاف، اسلامی تعلیمات کا اثر اور اسلامی ضابطہ انصاف پر عمل پیرا ہونے کا

نتیجہ۔ اس قسم کی روشن مثالوں سے پوری تاریخ اسلام بھری پڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح معنوں میں اسلام پر عمل پیرا ہونے کی توفیق دے۔ اسلام کو نافذ کرنے کی استطاعت عطا فرمائے اور اسلامی ضابطوں کو ملک میں رواج دینے میں ہماری جانوں کو قبول فرمائے۔ آمین۔

نقصہ مجلس تذکرہ

روزِ تہہ کی زندگی سے نکال کر کامیابی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ جو باطل تا مبین ہے۔ کامیابی صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے فرمانے ہوئے احکامات پر عمل کرنے سے حاصل ہو سکتی ہے۔ یہ دنیا دار اصل ہے۔ اس میں جتنا زیادہ عمل کریں گے اتنا ہی زیادہ اس کا پھل ملے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو (دکھلاوے) سے بچا کر ذکر اللہ کرنے کی توفیق فرمائے اور نماز پابندی وقت سے ادا کرنے کی ہدایت نصیب کرے۔

دنیا تنگی، ترشی، بیماری اور تندرستی میں گذر جائے، اس کی باطل پردہ نہ کرنی چاہئے۔ بیشہ۔..... آخرت کو مقدم اور دنیا کو مؤخر رکھنا چاہئے یہی آج کل دنیا کو مقدم اور آخرت کو مؤخر رکھنے ہیں جو کہ کافروں کا پروگرام ہے۔ حضرتؓ فرمایا کرتے تھے کہ اگر کوئی انسان یہ سوچے کہ میں دنیا کا کام کر کے پھر ذکر الہی اور تلاوت قرآن کروں گا تو یہ کبھی نہیں ہوگا۔ کیونکہ دنیا کے کام آؤں تو ختم ہی نہیں ہوتے، اگر ختم ہو بھی گئے تو انسان تھک جائے گا۔ اس لئے ذکر الہی اور تلاوت قرآن پہلے کریں اور پہلے وقت نکالیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ذکر الہی کی برکت سے دنیا کے کام بھی سرانجام فرما دیں گے۔

آج کل تبلیغ کی سخت ضرورت ہے۔ آپ کے پاس جتنا بھی علم ہے دوسروں تک پہنچائیے، اس کی نشر و اشاعت کریں۔ اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کیجیے اور دوسروں کو بھی تبلیغ کرنے کی تلقین فرمائیے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی کثرت سے یاد کرنے اور موت کے لئے ہر وقت تیار رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اپنی نماز کو بخیر نماز

سمجھو، حضرتؓ ہر وقت موت کے لئے تیار رہتے تھے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے تو وصیت اور حساب کتاب تمام عزتیں ہی رکھا۔ اللہ انہیں بھی اپنے تمام حساب کتاب پر سے کر کے ہر وقت موت کے لئے تیار رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سب کا خاتمہ ایمان کامل پر کرے (رضی عنہما والا لعالمین؟)

نقصہ پاکستان کی خارجہ سیاست اور مسئلہ کشمیر

میں کہ آج ہم کسی کے گھڑے کی چھلی بنے رہیں یا کسی کے مقاصد کی تکمیل کے آلہ کار بنیں۔

ہم صدر مملکت کو یقین دلانے ہیں مگر وہ ملک و ملت کے استحکام و بقا کی خاطر جو قدم اٹھائیں گے ہم اس سے تعاون کے لئے ہر وقت تیار ہیں ہمیں پوری تیاری کے ساتھ اسلام کے احکام کو اپناتے ہوئے محض اللہ تبارک و تعالیٰ پر بھروسہ کر کے تمام سرانجام دینے چاہئیں پھر اللہ تبارک و تعالیٰ کی مدد ضرور شامل حال ہوگی۔

اقدام اسلامی کا تقیب پیام اسلام

- پیام اسلام الہی کی تائید اور فرقہ بائے باطل کی تردید کے لئے وقت ہے۔
- پیام اسلام میں شرک و بدعت کی تردید اور الہی حق پر کھڑے جسے اکثر مذاہب کے جذبات دینے جاتے ہیں۔
- پیام اسلام کا ہر شاہد کلی و کلی مسائل پر تبصرہ کے علاوہ ایمان اور فرائض میں سے ترقی برتا ہے۔
- علوم اسلامی کی تبلیغ اور کتاب و سنت کی ترویج پیام اسلام کا نصب العین ہے۔
- پیام اسلام خود بڑھتے اور دوستوں کو بڑھنے کی ترغیب دلائے۔
- ہر شہر اور قصبہ میں دانشور اور علمی اجتماع کی تشکیل پر ضرورت ہے۔
- نر بدل سالانہ صرف پانچ روپے فی ہجرت روزہ پیسہ اس سلاخ
- اندرون شہر لاکھ گیسٹ لاہور۔ ۸

بچوں کا صفحہ

اسلامی اخلاق

محمد اکرام الحق عجمی

اخلاق کا مطلب انسانوں کے باہمی حقوق و فرائض کے وہ تعلقات ہیں جن کا ادا کرنا ہر انسان کے لئے ضروری ہے۔ اخلاق کا تعلق انسان کے ذاتی کردار کی بلندی اور پال چلن کی عمدگی سے ہے۔

دنیا کے تمام مذاہب کی بنیاد اور اساس اخلاق ہی پر ہے۔ خدا کے سب انبیاء نے یہی تعلیم دی کہ ہمیشہ سچ بولو، جھوٹ سے بچو، دیانت و امانت، عدل و انصاف، عفو و درگزر، شفقت و مہربانی اور رحم و کرم اچھے اخلاق اور عمدہ عادت ہیں۔ سب نے انہی چیزوں کی تلقین کی۔ لیکن اسلام میں اخلاق پر بہت ہی زور دیا گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات کو مسلمانوں کے لئے بہترین نمونہ اور اعلیٰ مثال قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے متعلق فرمایا: **اِنَّكَ تَعَلٰی حَلٰیقَ عَظِیْمٍ** ”اے رسول! آپؐ نہایت اعلیٰ اخلاق کے مالک ہیں۔“ خود جناب رسالت آپؐ نے فرمایا کہ میری رسالت کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ عمدہ اخلاق کی تکمیل کروں۔ میں تو اسی لئے بھیجا گیا ہوں کہ اخلاق حسنہ کی تکمیل کروں۔“

”بزرگوار تقی“ اور تعلیم حکمت بھی مکالم اخلاق کی تکمیل کا ایک ذریعہ ہے۔ اسلامی عقائد و عبادات میں بھی حسن اخلاق کی تعلیم مضمر ہے۔ نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج پر عہدردی کا سبق سکھاتی ہے روزہ اخلاق حسنہ کی تکمیل کا بہت بڑا وسیلہ ہے۔ حج میں بھی مکالم اخلاق کی تعلیم کا پہلو نمایاں ہے۔ تقویٰ اور پرہیزگاری بھی اخلاق حسنہ سے کوئی الگ شے نہیں ہے۔ قرآن عزیز نے جایا ایمان داری اور نیکی کو اعلیٰ اخلاق قرار دیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعا مانگا کرتے تھے کہ اے اللہ! تو مجھ کو بہتر سے بہتر اخلاق کی رہنمائی کر۔ تیرے سوا کوئی اعلیٰ اخلاق راہ نہیں دکھا سکتا۔

اسلام میں ایمان کا درجہ بہت بلند ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان کی تکمیل کے لئے بھی اخلاق حسنہ ضروری ہیں۔ فرمایا: ”مسلمانوں میں ایمان کامل اس شخص کا ہے جس کا اخلاق سب سے اچھا ہو۔“ صحیح بخاری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد موجود ہے **حَیْثُ رُکِبْتُ اَخْلَقْتُ اَخْلَاقًا** ”مقام میں سب سے اچھا آدمی وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں“ بدخلق کی سزا بیان فرمائی کہ بدخلق آدمی جنت میں نہیں جائیگا۔ اخلاق حسنہ کے فائدہ بیان کرتے ہوئے فرمایا: ”حسن خلق کا مالک اپنے صحن خلق سے روزہ دار اور نمازی کا درجہ حاصل کر سکتا ہے۔ قیامت کے دن حسن خلق کا پلڑا سب سے بھاری ہوگا۔ لوگوں کو قدرت الہی نے جو چیزیں عطا کی ہیں ان میں سب سے بہتر اچھے اخلاق ہیں۔ خوش خلقی اللہ تعالیٰ کا خلق عظیم ہے۔ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ زمین کو چائے کہ اپنے اخلاق کو خدا کے سامنے پیش کرے **(تَحْتَضِرُوا بِالْاَخْلَاقِ)** پس انسانی ترقی اور روحانی معراج کا کمال یہی ہے کہ ہم صفات الہی کے اوار سے مقدور ہو جائیں۔

اسلام کا فلسفہ اخلاق عمل میں مضمر ہے۔ اسلام علم یا عمل کو کوئی حیثیت نہیں دیتا۔ اسلام کے نزدیک اخلاق کا کمال یہ ہے کہ وہ یہ سمجھ کر ادا کئے جائیں کہ یہ خدا کے احکام ہیں۔ اسلامی اخلاق کی قدر و قیمت اس وجہ سے زیادہ ہے کہ ایک ترین کی اور ہمدردی کا کام ہے۔ دوسرے خدا کے حکم کی اطاعت ہے اگر ایک شخص مجھ کو روٹی کھلاتا ہے یا کسی مصیبت زد کے کام کرتا ہے اور یہ مجھ سے کہ یہ خدا کا حکم ہے تو اسلامی نظریے کے مطابق اس کا مرتبہ اس شخص سے بہت بلند ہے جو نیکی اور ہمدردی کے کام تو کرتا ہے لیکن محض کام کی اچائی کی وجہ سے ذکر

خدا کے حکم کی اطاعت میں جب دل کی آواز یہ گواہی دے کہ یہ بھلائی کا کام ہے اور اس میں خدا کی اطاعت و فرمانبرداری بھی ہو تو پھر اسلامی فلسفہ اخلاق کے لحاظ سے یہ بہترین جذبہ ہے۔

اسلامی فلسفہ اخلاق میں نیت کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ ہر کام کا نیک و بد ہونا خالص نیت پر موقوف ہے اگر کسی عمل میں حسن نیت نہ ہو تو اخلاق کا بڑا سے بڑا کام روحانی خیر و برکت اور ثواب سے محروم رہ جاتا ہے۔ اسلامی فلسفہ اخلاق میں رضائے الہی بنیادی پتھر کی حیثیت رکھتی ہے۔

جس طرح ہر عمل کے پچھے حسن نیت کا ہونا ضروری ہے اسی طرح ہر نیت کی پشت پناہی کے لئے ایمان کا ہونا بھی لازمی ہے۔ ایمان کے بغیر کسی عمل کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔

قرآن و حدیث میں اسلامی اخلاق کی فہرست بڑی طویل دی گئی ہے لیکن ہم یہاں صرف صدق سے متعلق چند ضروری معلومات قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان کریں گے۔

عربی زبان میں راست گوئی اور سچائی کو صدق کہتے ہیں۔ صدق و راستبازی اسلام کے ہر قول و عمل کی درستگی کی بنیاد ہے اور اسی صدق کی بدولت دل اور زبان میں ہم آہنگی اور مطابقت پیدا ہوتی ہے۔ صدق صفات ربانی میں سے ایک بہت بڑی صفت ہے۔ سورۃ النسا میں آتا ہے **رَضٰی عَنْ اَصْدٰقِیْ رَضٰی عَنْ اَصْدٰقِیْ** (اور کون ہے اللہ سے زیادہ سچا بات میں) سورۃ الانعام میں فرماتا **اَصْلٰحُ فِیْہِمْ** (اور ہم سچے ہیں) خداوند لا یزال نے قرآن حکیم میں صادقین کو بسمثلہ ان لوگوں کے ذکر کیا جن کے وہ مغفرت اور بڑا ثواب ہے یہ بھی فرمایا کہ قیامت کے دن سچے لوگوں کو ان کی سچائی کا فائدہ پہنچائے گی اور اس کے بدلے میں ان کو جنت کیلک اور اللہ کی خوشنودی حاصل ہوگی۔

سورۃ الانعام میں حق تعالیٰ شانہ فرماتا ہیں ”قیامت کے دن“ اللہ کے کام کے دن سچے لوگوں کو ان کی سچائی کا فائدہ دے گی ان کے لئے جنت کے باغات ہیں جن کے پیچھے نہریں بہتی ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ ان سے اللہ راضی ہوگا۔ (باقی صفحہ پر)

فوتور شده محکمہ تعلیم (۱) لاہور کینڈر ریجنل نمبری G/۱۶۳۲۱/۱۶۳۲۱ نمونہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور کینڈر ریجنل نمبری T.B.C. ۷۴۳۰-۷۴۳۱ نمونہ ۲۸ مئی ۱۹۵۶ء

پاک و ہند کے جید علمائے کرام کا مصدقہ

قرآن عزیز

مترجم و محشی

مؤلفہ

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ہر سورۃ کا عنوان • ہر رکوع کے شروع میں خلاصہ اور مآخذ • ربط آیات
 ۱۔ مجلد پارچہ پھر روپے۔ محصول ٹنک دو روپے۔ کاغذ کمینیکل نیوز
 (قرن مذہبی آرڈر پیشگی بھجیں)

مسلمان قوم کو غیرت، حمیت اور اسلام کی دعوت

خطبات جمعہ

حضرت شیخ الغفر مولانا احمد علی صاحب تہذیب
مجھ کے دن جو خطہ حضرت شیخ الغفر ارشاد فرمایا
کہ تھے وہ پہلے غلام الدین بن چچے رہتے تھے۔ اب
ن کو کتبی شکل کے کھڑے شائع کر دیا گیا ہے۔ اس
وقت تک خطبات کی کھڑے شائع ہو چکی ہیں رسول
و درجہ سوم کے ہر ایک کی قیمت ایک روپیہ چھپس ہے
تاجران کے لئے خاص رعایت خصوصاً ایک
روپیہ چھپس پیسہ نمبر غفر الہیہ۔

شجرہ خاندان عالیہ قادریہ راشدیہ
اور ترکیب ذکر جہر
سہ رنگا • آرٹ پیپر
قیمت ۲۵ پیسے — ڈاک خرچ ۱۳ پیسے

شیخ المشائخ قطب الاقطاب اعلیٰ حضرت مولانا دین تاج محمود امرہوی نور اللہ مقدر
 شائع ہو گیا ہے
 بدیر فی جلد سات روپے ڈاک خرچ دو روپے کل نو روپے پیشگی بھیج کر طلب کریں۔

قرآن مجید (سندھی ترجمہ)

کتابِ سنت کی روشنی میں مہو حانی بیماریوں کا مکمل علاج

محاسنِ فکر کے مضامین کی مختصر قسمت درج ذیل ہے۔ آپ ان مضامین کے عنوانات سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مفکرانِ کتاب میں کیا درج ہے حضرت شیخ انصاریؒ جلیں ذکر کے بعد ارشادات فرماتے رہتے تھے وہ عظیم الدین ہیں جتنے جتنے تھے اب ان کو کتابی شکل میں شائع کر دیا گیا ہے کتاب کے باقی حصے میں اس کا حصہ قسمت ایک درجہ سے مکمل بیسٹ کی قیمت پر پانچ روپے کے محض ہر ایک نمبر پر ایک روپیہ (چھٹا حصہ زیر طبع ہے)

حصہ اول	حصہ دوم	حصہ سوم	حصہ چہارم	حصہ پنجم
<ul style="list-style-type: none"> • ذکر الہی کی خاصیتیں • ذکر الہی کی تاثیر • موت محمود 	<ul style="list-style-type: none"> • تقویٰ اور دنیا میں فز • عالم وحدت اور عالم کثرت • انسان کی روحانی تربیت 	<ul style="list-style-type: none"> • آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع • کہیں اللہ تعالیٰ سے محبت کو تعلق • پیدا ہو کر ہی نہیں سکتا۔ 	<ul style="list-style-type: none"> • فیض کیا چیز ہے • کامل کی صحبت • تزکیہ کی برکات 	<ul style="list-style-type: none"> • رہا سمعہ • باطن کی اصلاح کے لیے بیچ طریقہ • کے شریعت پر عمل نہیں ہو سکتا۔

ملنے کا ہنسی، شعبہ تالیف و اشاعت انجمن حسد ام الدین، اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور۔

[illegible]